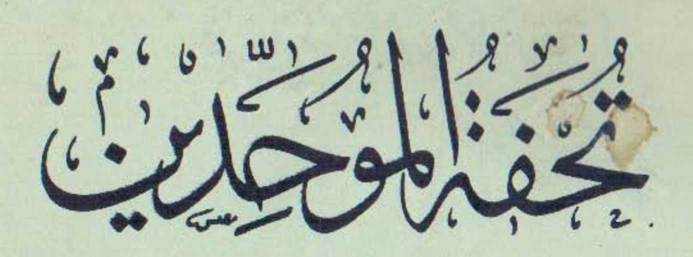


متن

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

ترجمہ

مولانا رحیم بخش دہلویؒ





إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

تحفۃ الموحّدین

مصنّفہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا حافظ محمد رحیم بخش مرحوم دہلوی

مصنّف حیاتِ ولی ؒ



ناشر

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ۲

سلسلہ مطبوعات نمبر ١٦

طابع .... عبدالرحمٰن گوہڑوی

مطبع .... رحمانی پرنٹنگ پریس لاہور

کاتب .... محمد اسماعیل

ناشر .... المکتبۃ السلفیہ لاہور

قیمت ٦٣ پیسے

ذوالحجۃ ١٣٨١ھ

مئی ١٩٦٢ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن گفتنی

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا توحید کے مسئلہ پر ایک مختصر لیکن جامع اور مفید رسالہ "تحفۃ الموحدین" نصف صدی کے قریب عرصہ ہوا افضل المطابع دہلی سے شائع ہوا تھا رسالہ فارسی میں ہے۔ اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب موصوف کے ایک سوانح نگار مولانا حافظ محمد رحیم بخش صاحب دہلوی نے کیا۔

یہ رسالہ نایاب ہو گیا تھا۔ اس کی افادی حیثیت کے پیش نظر تبلیغی نقطۂ نظر سے المکتبۃ السلفیۃ لاہور اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ہم نے سہولت کے لئے ذیلی عنوان بنا دیئے ہیں اور شروع میں فہرست لگا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے نفع پہنچائے۔

وھو ولی التوفیق وعلیہ التکلان

ناظم

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کو زبانہا کہ شکر ہادیٔ مطلق بجا رہم وکجا دستے کہ تحریر ثنائش ہمت گمارم کہ ما بان را از تلاطم امواج شرک بر کنارۂ توحید برآوردہ با آنکہ یک جہاں غرقہ بطوفان اوست و یک عالم سرگشتہ بہ بیابان او ودرود نامعدود بر سردار کائنات کہ غیر از اتباعش برائے نجات بنی آدم طریقۂ دیگر نیست، وبر آل و اصحابش کہ اتباعش عین پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بعد ولی اللہ دہلوی فصلے چند بدفع شرک و اقسامش میگوید و انصرامش از واحد حقیقی مے جوید۔

فصل اوّل در ردّ بعض مغالطات

در دفع اقوال آنانکہ از کلام اللہ وکلام رسول اللہ بحیلۂ اعراض مے کنند ودعوائے مسلمانی مے نمایند۔ بیانش آنکہ بعضے مے گویند کہ کلام اللہ وحدیث را آں کس بفہمد کہ علوم بسیار وکتب بیشمار خواندہ باشد وعلامۂ زماں بود بجواب آنہا خدائے تعالیٰ مے فرماید۔ ہُوَ الَّذِیْ

ہماری زبانیں کہاں ہیں کہ ہادیٔ مطلق کا شکریہ بجالائیں۔ اور ہاتھ کہاں کہ اس کی تعریف لکھنے میں ہمت مقرر کریں۔ وہ ہم کو شرک کی موجوں کے تلاطم سے توحید کے کنارہ پر لایا۔ باوجودیکہ ایک جہان اس کے طوفان میں ڈوبا ہوا اور ایک عالم اس کے بیان میں حیران وپریشان ہے۔ اور بیشمار درود اس حضورؐ مخلوق کے سردار پرجس کی بدوں فرمانبرداری کے بنی آدمؑ کی نجات کے واسطے کوئی اور راہ نہیں۔ اور اس کی آل واصحاب پرجن کی اطاعت عین اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد ولی اللہ دہلوی چند فصلیں شرک اور اس کے اقسام کی رد میں بیان کرتا اور اس کا اتمام واحد حقیقی سے ڈھونڈتا ہے؛

فصل پہلی بعض مغالطات کے رد میں

ان لوگوں کے اقوال کے رد میں جو کسی نہ کسی حیلہ سے کتاب اللہ اور حدیث رسول خداؐ سے انکار کرتے اور منہ پھیرتے ہیں۔ پھر اس پر مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جو بہت سے علم اور بے شمار کتابیں پڑھا ہوا ہو اور اپنے زمانہ کا علامہ ہو۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا

بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ۝ (الجمعة) اوست آنکہ برانگیخت درمیان ناخواندگان رسول از ہمان ناخواندگاں کہ مے خواند بر ہمان ناخواندگاں آیات خدا پاک مے کند ایشاں را و آموزد ایشاں را کتاب و تدبیرش یعنی رسول ہم ناخواندہ بود و اصحاب کرامش نیز ناخواندہ چوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر اصحاب آیات الٰہی خواندہ اصحاب آں را شنیدند از شرک و فساد پاک شدند، اگر ناخواندہ قرآن و حدیث را نمے فہمد و استعدادش نمے دارد صحابہ چگونہ از معایب پاک شدند، وائے بر قومے کہ دعوئے "صدرہ فہمی" و "قاموس" دانی مے کنند، و در فہم قرآن و حدیث خود را نادان محض مے نمائیند و بعضے مے گویند کہ مایاں متاخرین مسکینیم، برکت زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجا یابیم و سلامت قلب صحابہ از کجا آریم کہ معنی قرآن و حدیث را دریابیم؟ بجواب آنہا حق تعالے مے فرماید وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم (الجمعة ۱) و ہمیں

ہے۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ۝ خدا تعالے وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں پیغمبر بھیجا۔ انہیں ان پڑھوں میں سے پڑھتا ہے وہ پیغمبر ان ان پڑھوں پر خدا کی آیتیں۔ اور ان کو گناہ کے میل سے پاک کرتا اور کتاب اور اس کی تدبیر سکھاتا ہے" یعنی رسول خدا صلعم بھی ان پڑھ اور آپ کے اصحاب بزرگوار بھی ان پڑھ تھے۔ مگر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھیں۔ تو وہ ان کو سن کر ہر قسم کی برائی اور بگاڑ سے پاک صاف ہو گئے پس اگر ناخواندہ آدمی قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس کی سمجھ کی استعداد نہیں رکھتا۔ تو صحابہ برائی اور عیبوں سے کیونکر پاک صاف ہو گئے۔ اس قوم پر سخت افسوس ہے جو صدرہ سمجھنے اور قاموس جاننے کا تو دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر قرآن و حدیث کو سمجھنے میں اپنے آپ کو محض نادان ظاہر کرتے ہیں۔ اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ ہم پچھلے لوگ ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دل کی سلامت کہاں سے لائیں۔ جو قرآن و حدیث کے معنے بخوبی سمجھ سکیں۔ ان کے جواب میں حق تعالی فرماتا ہے وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم یعنی یہی

است حال پسینیاں ناخواندگاں را وقتیکہ لاحق شوند با صحاب و اوست غالب با حکمت یعنی متاخراں خواندہ باشند یا ناخواندہ وقتیکہ مسلمان شوند و قصد پیروی اصحاب نمایند و قرآن و حدیث را بشنوند برائے پاک گردیدن آنہا ہمیں قرآن و حدیث کفایت مے کند و نیز مے فرماید ولقد یسرنا القرآن فهل من مدکر (القمر) "و ہر آئینہ آسان کردیم ما قرآن را برائے پند گرفتن پس آیا ہیچ پند گیرندہ است"۔ ایں چگونہ آسانی است کہ "کافیہ" خواناں و "شافیہ" داناں در فہم معانیش اظہار عجز مے نمایند و بدویان عرب بہرہ ور مے شوند و علاوہ ازینجا بجائے مے فرماید افلا یتدبرون القرآن (محمد) "آیا پس فکر نمے کنند قرآن را"۔ اگر آسان نیست پس دراں چگونہ عمل کردہ آید ام علی قلوب اقفالها "آیا بر دلہا قفل آں دلہا است" یعنی باوجودیکہ بر دل قفل ندارند چہ گمراہی است کہ بتامل آں ہمت نمے گمارند و نیز احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخنان روزمرہ و سہل و قریب از فہم بودند کہ ہر اعرابی آں را شنیدہ بکار دینی و دنیوی بر آں عمل مے نمود سوائے

پچھلے ان پڑھوں کا حال ہے جبکہ وہ اپنے یاروں سے ملیں اور وہ غالب حکمت والا ہے" یعنی پچھلے لوگ خواہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ مگر جب کہ وہ مسلمان ہوں اور اصحاب کے طریقہ کی پیروی کا ارادہ کریں اور قرآن و حدیث کو سنیں۔ تو انہیں بھی پاک کرنے کیلئے یہی قرآن و حدیث کافی ہو سکتی ہیں۔ اور فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن فهل من مدکر۔ "اور البتہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے واسطے آسان کر دیا۔ پس کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے"؟ یہ کیونکر آسانی ہو سکتی ہے کہ کافیہ پڑھنے والے اور شافیہ جاننے والے تو اس کے معنے سمجھنے سے عجز ظاہر کرتے اور عرب کے جنگلی لوگ اس کی حقیقت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک جگہ یوں فرمایا ہے افلا یتدبرون القرآن "کہ قرآن میں کیوں نہیں فکر کرتے" پس اگر قرآن مجید آسان نہ ہو تو اس میں فکر کیونکر کیا جائے۔ ام علی قلوب اقفالها "یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں" یعنی باوجودیکہ دلوں پر قفل نہیں لگے ہوئے ہیں۔ پھر بھی کیسی گمراہی ہے کہ قرآن کے فکر میں زور نہیں لگاتے۔ اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں روزمرہ کی بول چال اور آسان اور قریب الفہم باتیں تھیں کہ جس جنگلی نے انہیں سنا فوراً دینی اور دنیوی کام میں ان پر عمل کیا

قال و یقول در احادیث چیزے مشکل تر نیست کہ مرداں آں گراں می دانند و بسوئے آں التفات نمے کنند خصوصاً بایں زمانہ کہ موضوع از نا موضوع ممتاز گشت و قوی از ضعیف جدا شدہ و علی حسب مدارج در کتب مدون گشت و بر سر مطلبے علیحدہ علیحدہ باب و فصل مقرر نمودہ شد و تحقیق اینست کہ عجمی را دانستن ترجمہ اول ضرور است بعدہ اگر بر تمام لطائف و نکاتش اطلاع نے تواں یافت، از ادراک اوامر و نواہی ہم نمے تواں گذشت و ایں قدر برائے نجات در آخرت کفایت مے کند و بس۔

فصل دوم در بیان حقیقت معجزہ و کرامت

باید دانست کہ کرامت اولیائے حق است و منکر آں از ایمان حلاوتے ندارد خرق عادتیکہ از انبیاء ظاہر شود آنرا در عرف شرع معجزہ مے خوانند و اگر از دیگر بزرگاں پدید آید کرامتش مے نامند، و منشا ہر دو یکے ست یعنی قرب بارگاہ الٰہی اما ظہور معجزہ و کرامت باختیار بزرگان نیست بلکہ باختیار و قدرت خدائے عز و جل است، و بزرگان بذات

قال یقول کے علاوہ حدیث میں اور کوئی چیز بھی زیادہ مشکل نہیں جس کی طرف آدمی مشکل اور گراں جانکر توجہ نہیں کرتے۔ خاص کر اس زمانہ میں تو علم حدیث بہت ہی آسان ہو گیا ہے کہ موضوع حدیث نا موضوع سے ممتاز اور قوی ضعیف سے جدا ہو گئی۔ اور مراتب کے موافق کتابوں میں جمع کر دی گئی اور ہر مطلب کے واسطے جدا جدا باب اور فصلیں مقرر کی گئی ہیں تحقیق مقام یہ ہے کہ غیر عربی شخص کو اول ترجمہ کا جاننا ضروری بات ہے۔ پھر اگر اس کے تمام لطائف و نکات پر اطلاع نہ پا سکے تو اس کے احکام و منہیات کے دریافت کرنے سے بھی نہ گزرے اور اس قدر عالم آخرت میں نجات کے لئے کفایت کرتا ہے اور بس:

فصل دوسری معجزہ اور کرامت کی حقیقت

جاننا چاہئے کہ اولیاء کی کرامت برحق ہے اور اس کا منکر ایمانی حلاوت سے محروم، جو بات خارق عادت کہ پیغمبروں سے ظاہر ہوتی ہے اسے شرع کے عرف میں معجزہ کہتے ہیں۔ اور پیغمبر کے علاوہ جو اور بزرگوں سے صادر ہوتی ہے اس کا نام کرامت رکھتے ہیں۔ مگر منشا دونوں کا ایک ہی ہے۔ یعنی جناب الٰہی کا قرب۔ لیکن واضح رہے کہ معجزے اور کرامت کا ظہور بزرگوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ کے اختیار و قدرت میں ہے۔ بزرگ

خود قوت کردن آں نمے دارند و اگر قوتش بذات بزرگاں باشد آنرا کرامت نمیگویند مثالش آنکہ اگر پہلوانے قوی و زور آور سنگ گراں بار ثقیل بردارد و بر کرامتش دلیل نمے دارند بسبب اینکہ قوت ایں قدر بار برداری بذات او موجود است و اگر ہماں سنگ را طفلے ضعیف و نحیف کہ قوت تحمل بار گراں نداشت بردارد و بر کرامتش دلیل است بسبب اینکہ آں شخص ضعیف بذات خود طاقت برداشتن نمے داشت، اما وقتیکہ دست بسنگ برد و قصد برداشتن کرد، و سنگ از قدرت الٰہی از جا بر داشتہ شد۔ از ہمیں سبب معلوم شد کہ آں بندہ یکے از مقبولان بارگاہ خدا است، کہ او تعالیٰ قوت خود را متوجہ بحال آں بندہ مے کند و بکارہا اعانت و جانب داری اوے فرماید، پس ہر کار عجیب کہ از دستش برآید محل تعجب نیست کہ قوت حق شریک حال دارد، و اگر سر انجام کارے از کارہائے آساں ہم صورت نہ بندد جائے شکایت نہ کہ عجز بشری در پیش ما افتادہ مولینا در مثنوی میفرماید ؎

اولیاء را ہست قوت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

لوگ اپنی ذات میں اس کی قوت ہرگز نہیں رکھتے کیونکہ اگر بزرگوں کی ذات میں اس کی قوت ہوگی تو اسے کرامت نہ کہیں گے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے۔ کہ جب کوئی قوی اور زور آور پہلوان کسی بھاری اور بوجھل پتھر کو اٹھا لے گا۔ تو یہ اس کی کرامت پر دلیل نہ ہوگی۔ کیونکہ اس قدر بوجھ اٹھانے کی طاقت اس کی ذات میں موجود ہے۔ البتہ اگر اس پتھر کو ایک ضعیف اور کمزور بچہ جو اس بھاری بوجھ کی برداشت نہیں رکھتا اٹھا لے تو یہ اس کی کرامت کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ یہ ضعیف شخص ہر چند کہ اپنی ذات میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ مگر جب پتھر کے قریب ہاتھ گیا۔ اور اس کے اٹھانے کا ارادہ کیا۔ تو خداتعالیٰ نے اپنی قوت کو اس بندہ ضعیف کے حال کی طرف متوجہ کیا۔ اور قدرت الٰہی سے وہ پتھر جگہ سے اٹھایا گیا۔ اسی وجہ سے معلوم ہوا۔ کہ وہ بندہ خدا کی جناب میں بڑا مقبول ہے کہ وہ علام الغیوب اپنی قدرت اس بندہ مسکین کی جانب متوجہ کرتا۔ اور تمام کاموں میں اس کی مدد اور جانب داری فرماتا ہے۔ پس ایسے شخص سے جو عجیب و غریب کام سرزد ہوتے ہیں۔ وہ جائے تعجب نہیں ہوتے۔ کیونکہ خدا کی قدرت اپنے شریک حال رکھتا ہے۔ اور اگر آسان اور سہل کاموں میں سے بھی کوئی کام حاصل نہ ہو تو شکایت کی جگہ نہیں وجہ یہ کہ عجز بشری موجود ہے۔ مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

نفرمودہ کہ اولیاء بذاتِ خود قدرت دارند بلکہ آنہا را قدرتے ہست کہ از خدائے تعالیٰ یعنی قدرتِ الٰہی شریکِ حال و مددگار خود دارند بسبب اینکہ خداوند عالم از آن ہا کماں راضی وخورسند است

محبتِ بزرگان بروجہ مشروع لابدی است | لاجرم محبتِ بزرگاں بدل سعادتِ منزل خود باید داشت و تعظیمات ایشاں بجائے باید آورد بروجہ مشروع و نام آں ہا جز بہ نیکی یاد نباید کرد و اگر شرفِ ملاقات بدست آید شرطِ خدمت بجان و دل بجا می باید آورد و ہدیہ و تحفہ دریغ نباید داشت و اگر در کتب ایشاں سخنے رفتہ باشد کہ با قرآن وحدیث موافقت نکند دفعتہً مہرۂ اعتقاد از بساطِ بزرگی ایشاں نباید چید ع خطائے بزرگاں گرفتن خطاست — بلکہ کلام شاں را تاویل کردہ موافق از قرآن وحدیث باید کرد یا محمول بر کلمات سکر وافراطِ محبت حق نماید اگر کلام اصحابِ طریقت است و مبنی بر خطافی الاجتہاد کند اگر گفتہ اربابِ شریعت است چراکہ در اجتہاد خطا از ہمہ اکابر میرود

اولیاء را ہست قوت از الٰہ ؛ تیر جستہ باز گرداند زراہ ۔ یعنی اولیاء کو خدا کی طرف سے وہ طاقت ہے۔ کہ آسنے تیر کو راستہ میں پھیر دیتے ہیں۔ یوں نہیں فرمایا کہ اولیاء بذاتِ خود قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ انہیں خدا کی طرف سے قوت ہے۔ یعنی یہ لوگ خدا کی قدرت اپنی مددگار اور شریکِ حال رکھتے ہیں۔ بایں سبب کہ خدا تعالےٰ ان سے راضی اور خوش ہے۔

بزرگوں سے محبت | پس بزرگوں کی محبت اپنی سعادت کے بھرے ہوئے دل میں ضرور رکھنی چاہیئے۔ اور ان کی تعظیم شرع کے موافق بجا لانی چاہیئے۔ اور ان کا نام بجز نیکی کے یاد نہ کرنا چاہیئے۔ اگر ان کی شرفِ ملاقات میسر ہو جائے تو جان و دل سے خدمت کی شرط بجا لانی چاہیئے اور کوئی تحفہ و ہدیہ ان سے دریغ رکھنا چاہیئے۔ اور اگر ان کی کتابوں میں کوئی ایسی بات جو قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو پائی جائے تو دفعتہً اعتقاد کا مُہرہ ان کی بزرگی کے بچھونے سے چن نہ لینا چاہیئے یعنی فوراً بددلی اور بے اعتقادی ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ بزرگوں کی خطا پکڑنی عین خطا ہے۔ بلکہ ان کے کلام کی تاویل کرکے قرآن وحدیث کے موافق کرنا چاہیئے۔ اور کلماتِ سکر (بیہوشی) حق تعالیٰ کی افراطِ محبت پر حمل کرے اگر یہ اصحابِ طریقت کا کلام ہے۔ اور خطا فی الاجتہاد پر اطلاق کرے۔ اگر یہ شریعت والوں کا قول ہے۔ کیونکہ تمام بڑے لوگوں

چونکہ معصوم سوائے انبیاء دیگر نیست و زنہار چناں نہ کنند کہ قرآن وحدیث تاویل کردہ از کلام بزرگاں موافق نمایند این چنیں حرکات مسلماں را از ایماں بیروں مے کشند و مقصود اصلی اتباع قرآن وحدیث است ؛

فصل سوم دربیان اشراک فی العقیدہ

واں اینست کہ صفاتِ پروردگار در پیراں و پیغمبراں یا جن و پری یا ملائکہ یا دیگر مخلوقات ثابت کنند اگرچہ اندک باشد مثلاً تصرّف در زمین و آسماں پس ہر کہ بداند کہ انبیاء یا ملائکہ یا دیگر غیر اللہ را اختیار است کہ آب از آسماں ببارند و دانہ از زمین بر آرند یا کسے را اولاد دہند یا بکشند یا کور و کر بکنند یا ضررے دیگر برسانند یا رزق و مال و دولت دہند پس صاحب ایں عقیدہ مشرک است۔

ندا غیر اللہ کفر است | پس ندا کردن غیر اللہ را کہ فلاں حاجتِ من بر آر کفرِ محض ہست کہ مے فرماید اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ خاص ترا عبادت مے کنیم و خاص از

سے اجتہاد میں خطا ہو سکتی ہے۔ وجہ یہ کہ انبیاء کے علاوہ اور کوئی بھی معصوم نہیں۔ لیکن ایسا ہرگز ہرگز نہ کریں کہ قرآن وحدیث کی تاویل کرکے بزرگوں کے کلام کے موافق کرنا چاہیئے۔ کس لئے کہ اس قسم کی باتیں مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر دیتی ہیں۔ اصلی مقصود تو قرآن وحدیث ہی کی پیروی ہے۔

تیسری فصل عقیدہ میں شرک | اشراک فی العقیدہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے اوصاف (رزق و روزی دینا اولاد عطا کرنا، زمین و آسمان میں تصرف کرنا) پیر و پیغمبر، جن و پری فرشتوں یا اور مخلوق میں ثابت کریں۔ اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ پس جو شخص اس بات کا اعتقاد کرے کہ انبیاء یا ملائکہ یا کوئی اور خدا کے سوا آسمان سے پانی برسانے میں، زمین سے دانہ نکالنے، کسی کو اولاد دینے یا مار ڈالنے یا اندھا بہرہ کرنے یا دوسرے کو ضرر و نقصان پہنچانے یا رزق، و دولت دینے کا اختیار رہے۔ تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔

ندا غیر اللہ کفر ہے | پس اللہ کے سوا کسی اور کو بایں طور پکارنا۔ کہ اے شخص میری حاجت روا کر خالص کفر ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ یعنے ہم خاص تجھی کو پوجتے

تو مدد مے خواہم دبیت

من از آدم مدد نے خواہم ۔۔۔ غیرِ حق نیست سوئے کس راہم

تصرف در کائنات خاصۂ الٰہیہ است رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ محض برہنمونی بسوئے حق آمدہ بود بحق او سے فرماید اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص ۹) "تو ہدایت نمے کنی ہر کرا دوست مے داری ولیکن خدا ہدایت مے کند ہر کرا مے خواہد" معلوم شد کہ سوائے او تعالیٰ ہدایت ہم بدست کسے دیگر نیست وعلیٰ ہذا القیاس کدام اولیاء وانبیاء وملائکہ را بروز قیامت دخلے وتصرفے نخواہد شد تا کسے را بجنت برند وکسے را بدوزخ چنانچہ او تعالیٰ مے فرماید يَوْمَئِذٍ لَّا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (الانفطار) "مالک نخواہد شد کسے از کسے در ہیچ چیز و حکم آں روز در دستِ خدا است" بروز قیامت مادر و پدر اولاد را نخواہند پرسید و اولاد بسوئے مادر و پدر نخواہند دید و استاداں از شاگرداں بیگانہ خواہند شد و پیراں از پیشِ مریداں روانہ و متبوعان از تابعان بیزار

خواہند گشت و تابعان با متبوعان در کارزار۔

شفاعت اما حالِ شفاعت را باید کہ مرداں چنانکہ بدنیا اکثر حالِ شفاعت مے بینند بآخرت نیز ہمیں قسم گمان مے برند مثلاً بادشاہ بدزدے اشارہ فرمود کہ دستش ببرند، وزیرے یا دیگرے از ارکانِ دولتش شفاعت کرد، بادشاہ اندیشہ نمود کہ اگر شفاعت شاں قبول نکنم خللے بسلطنت باہم مے رسد، ناچار ملک ارادہ خود را بسبب شفاعت آنہا باز گردانید، ویا زنِ بادشاہ روئے شفاعت مے آرد و باعثِ محبت آں محبوبہ ملک جبر بر خود اختیار مے نماید و دزد را خلاص مے فرماید۔ پس باید اندیشید کہ دریں اقسام ردِ خواہش لازم مے آید و جبر پیدا مے شود بروز آخرت بحضور آں مختارِ محض ایں معاملہ چگونہ واقع خواہد شد کہ مے گویند لَا رَآدَّ لِقَضَائِهٖ "باز گرداندہ نیست کسے خواہش او تعالیٰ را" یا مرداں معنی شفاعت ہمیں مے فہمند کہ شخصے قصداً انتقام مے کند و بسبب مانع دیگر عمل خود را نمے تواند کرد پیش خدا تعالیٰ ایں معنے ہرگز نیست۔ شانِ او پاک است ازیں نقصانِ صریح و ہمیں مضمون را در

اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں"۔

(میں آدمی سے مدد نہیں چاہتا۔ خدا کے سوا کسی اور کی طرف میری راہ نہیں ہے)

تصرف صرف اللہ تعالیٰ کا ہے خدا تعالیٰ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو صرف خلق ہی کی ہدایت کے واسطے حق کی طرف سے آئے تھے۔ ارشاد فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی "اے محمد تم جس کو چاہو راہ پر نہیں لگا سکتے۔ لیکن خدا جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے" معلوم ہوا کہ خدا کے سوا اور کسی شخص کے ہاتھ میں ہدایت کی باگ نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کسی نبی اور ولی اور فرشتے کو قیامت میں کسی قسم کی تصرف اور دخل کی گنجائش نہ ہوگی۔ تا کہ کسی کو جنت اور کسی کو دوزخ میں لے جائے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَوْمَئِذٍ لَّا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ یعنی "قیامت کے دن کوئی کسی کا کسی چیز میں مالک نہ ہوگا۔ اس دن ہر چیز کا حکم خدا ہی کے لئے ہوگا" قیامت کا دن ایسا ہولناک ہوگا کہ ماں باپ اولاد کو نہ پوچھیں گے۔ اور اولاد ماں باپ کا منہ نہ دیکھیں گے۔ استاد شاگردوں سے بیگانے ہوں گے۔ پیر مریدوں کے سامنے سے چلتے بنیں گے۔ دنیا میں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ وہ اپنے فرمانبرداروں سے بیزار ہوں گے۔ اور فرمانبردار لوگ ان سے جن کی پیروی اطاعت کرتے تھے لڑیں گے۔

شفاعت کا حال آدمی جس طرح دنیا میں اکثر اوقات شفاعت کا حال دیکھتے ہیں۔ اسی طرح آخرت میں شفاعت کا گمان کرتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا اشارہ فرمایا۔ کہ وزیر یا ارکانِ دولت میں سے کسی اور شخص نے اس کی سفارش کی۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ اگر میں ان کی سفارش قبول نہیں کرتا۔ تو میری سلطنت کو خللِ عظیم پہنچتا ہے" ناچار بادشاہ نے ان کی سفارش کی وجہ سے اپنے قصد اور ارادے کو باز رکھا۔ یا بادشاہ کی جورو اس کی سفارش کرتی ہے۔ اور بادشاہ اس محبوبہ کی محبت کے سبب سے اپنے پر جبر اختیار کر کے چور کی رہائی کرتا ہے۔ سو خیال کرنا چاہئے کہ ان باتوں میں خواہش کا رد کرنا لازم آتا ہے اور جبر پیدا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس قادرِ مختار کی جناب میں اس قسم کا معاملہ کس طرح واقع ہونے لگا۔ کیونکہ کہا گیا ہے کہ لَا رَآدَّ لِقَضَائِهٖ "اس کی خواہش و ارادہ کو کوئی پھیر نہیں سکتا"۔ یا آدمی شفاعت کے یہ معنے سمجھتے ہیں کہ ایک شخص اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مگر دوسرے کی ممانعت کی وجہ سے بدلہ نہیں لے سکتا۔ سو خدا کے حضور میں یہ بات ہرگز محقق نہیں ہے۔ اس کی شان تو اس قسم کے صریح نقصان سے پاک ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس مضمون کو قرآن مجید میں رد فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوْا يَوْمًا

قرآن روے فرماید وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرة) "بترسید ازاں روز کہ جزا دادہ نخواہد شد شخصے از شخصے از ہیچ چیز و قبول نہ کردہ خواہد شد از کسے شخصے شفاعت و گرفتہ نخواہد شد از شخصے بدلہ و نہ ایشاں مدد کردہ خواہند شد"۔

ازالہ شبہ۔ و بعضے مے گویند کہ ایں آیت و امثال دیگراں در حق کافراں باوجودیکہ لفظ لا نکرہ است کہ دلالت بر عموم مے کند برائے دفعہ شبہ ایشاں خدائے تعالیٰ خطاب بمومنین مے فرماید يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (البقرة) "اے مسلماں نفقہ کنید از آنچہ کہ رزق دادہ ام شمارا پیش از انکہ بیاید روزے کہ نہ بیع است دراں روز یعنے فروختن گناہ و خریدن نیکی نخواہد شد و کسے بسبب دوستی بخشندہ خواہد شد و کسے را شفاعت کسے نفع نہ خواہد کرد"۔ چرا کہ در قبول شفاعت مذکورہ جبر لازم مے آید و معلوم شد کہ ایں آیت در حق مومناں فرمودہ اند چرا کہ خطاب بآنہا است و شفاعت را قسمے است دیگر کہ دراں جبر لازم نمے آید، مثالش آں کہ

لَا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ کہ "اے لوگو! اس دن سے خوف کرو جس میں کوئی نفس کسی نفس سے کچھ بھی کفایت نہ کرے گا۔ اور نہ اس کی سفارش مقبول ہوگی نہ کسی سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ وہ مدد دئے جائیں گے"۔ مگر بعضے آدمی کہتے ہیں کہ یہ آیت اور اس جیسی اور آیتیں کافروں کے حق میں اتری ہیں۔ حالانکہ یہاں لفظ لا نکرہ آیا ہے جو عموم و شمول پر دلالت کیا کرتا ہے۔ پس ان کے اس شبہ کے دفعیہ میں خدا تعالیٰ مومنوں کو خطاب فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس میں سے خرچ کرو۔ اور اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ بیع ہے یعنی نہ تو گناہ بیچ کر نیکی خریدی جاسکے گی۔ اور نہ کوئی شخص کسی کی دوستی کی وجہ سے بخشا جائے گا۔ اور نہ کسی کو کسی کی سفارش نفع دے گی کیونکہ اس قسم کی شفاعت کے قبول کرنے میں جبر لازم آتا ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نازل فرمائی ہے۔ کس لئے کہ خطاب انہیں سے ہوا ہے۔ شفاعت کی ایک دوسری قسم بھی ہے جس میں جبر لازم نہیں آتا۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے کہ ایک خوشنویس چور کو بادشاہ کے دربار میں لوگوں نے حاضر کیا۔ بادشاہ نے اس کے

دزدے خوشنویس را بحضرت بادشاہ حاضر آوردند بادشاہ دست بریدنش اجازت فرمودہ شخصے دیگر بحضور ملک ظاہر نمود کہ ایں گنہگار خط خوش مے کشد اگر دستش نہ برند خوشنویس بایں مملکت باقی ماند۔ از شنیدن ایں خبر ارادہ بادشاہ خود بخود مبدل مے شود بغیر آنکہ کسے دیگر برو جبر کند باکہ شخصے دیگر یکے از اوصاف مجرم بیان مے کند کہ شاہ از وے غافل بود۔ خدائے عزوجل فرمود کہ ایں قسم شفاعت ہم روز قیامت واقع نخواہد شد۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس) "و عبادت مے کنند سوائے خدائے آں را کہ نہ ضرر مے دہند ایشاں را و نہ نفع مے رسانند ایشاں را و مے گویند کہ ایشان شفاعت کنندگاں ما اند نزد خدائے تعالیٰ بگو آیا آگاہ خواہید کرد خدا را بآں چیز کہ نمے داند در آسماں و نہ در زمین پاک و برتر است خدا تعالیٰ ازاں چیز کہ شریک می کنند" یعنی عالم الغیب است ہر چیز را کہ در زمین و آسمان است خوب مے داند و بندگان

ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ مگر ایک اور شخص نے بادشاہ کے حضور میں عرض کی۔ کہ یہ گنہگار خط خوب لکھتا ہے۔ اگر اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے تو اس شہر میں خوشنویس کا وجود باقی رہے گا۔ اس خبر کے سننے سے بادشاہ کا ارادہ خود بخود بدون اس کے کہ کوئی اس پر جبر کرے بدل جاتا ہے۔ اور کسی قسم کا جبر لازم نہیں آتا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ ایک شخص مجرم کی وصفوں میں سے ایک ایسا وصف بیان کرتا ہے جس سے بادشاہ غافل تھا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہماری جناب میں اس قسم کی بھی سفارش واقع نہ ہوگی جیسا چہ فرمایا۔ اور خدا کے علاوہ ان کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ ضرر دیتے ہیں اور نہ نفع پہنچاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ہماری شفاعت کرنیوالے ہیں۔ اے محمدؐ! تم کہدو۔ کیا آگاہ کرتے ہو خدا کو اس چیز سے جسے وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا۔ خدا تعالیٰ پاک اور بزرگ ہے۔ اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں" یعنی جو چیز زمین اور آسمان میں ہے خدا اسے

آفریدۂ او ہستند نیز خوبی ہا و عیب ہائے ہر بندہ را خوب مے داند۔ حاجت بیان دیگراں
نیست دریں صورت شفاعت اگرچہ جبر لازم نمے آید۔ اما لاعلمی و نادانی آں عالم الغیب
والشہادۃ لازم می آید تعالیٰ شانہٗ و نیز شفاعت را طورے است دیگر مثالش آں کہ چہار
دزداں بہ یک بار بحضرت پادشاہ گرفتار آمدند سہ ازاں بہ کار دزدی چالاک و از غضب
سلطانی بے باک و یکے ازاں مرد پرہیزگار است کہ اتفاقاً باغوائے شیاطین بایں فعل قبیح گرفتار
آمدہ آب از دیدہ ہمی ریزد و سر از ندامت عصیاں بر نمے دارد۔ بادشاہ معلوم کرد کہ ایں
بیچارہ ناگہانے بایں فعل قبیح گرفتار آمدہ۔ و دزدی را شعار خود مقرر نہ نمودہ، رحمت بادشاہ
بسوئے عفو تقصیرش متوجہ مے شود۔ اما آئین سلطنت تقاضا نمے کند کہ یکے را بہ بخشند
و دیگراں را دست ببرند۔ آں گاہ پادشاہ خود بہانہ مے جوید و بسوئے یکے از حاضرین
دولت باخفا اشارہ مے فرماید کہ بحق فلاں سوئے شفاعت بیا زنا بہ بخشم بمجرد فہم ایں اشارہ

خوب جانتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور بندے اس کے مخلوق ہیں۔ نیز وہ ہر بندہ کی بھلائی برائی
خود ہی خوب جانتا ہے۔ اس کے سامنے دوسروں کے بیان کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ پس اس
قسم کی شفاعت میں ہرچند کہ جبر لازم نہیں آتا لیکن اس عالم الغیب والشہادۃ کی بے علمی اور نادانی لازم
آتی ہے (اس کی شان اس سے برتر ہے) شفاعت کا ایک اور بھی طریقہ ہے جس کی مثال یہ ہے کہ
چار چور دفعتہً بادشاہ کے سامنے گرفتار ہو کر آئے۔ تین تو ان میں سے چوری اور عیاری کے فن میں
نہایت ہوشیار اور سلطانی غضب سے بے باک تھے۔ اور ایک ان میں پرہیزگار آدمی تھا۔ جو اتفاقاً
شیطان کے مکر و فریب میں آکر اس برے فعل میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اب بادشاہ کے حضور میں آنکھوں
سے آنسو بہاتا اور گناہ کی شرمندگی سے سر اوپر نہیں اٹھاتا ہے جس سے بادشاہ نے معلوم کر لیا کہ یہ
بیچارہ اس برے فعل میں ناگہاں گرفتار ہو گیا ہے۔ اس نے چوری کا پیشہ مقرر نہیں کیا۔ اس وقت
بادشاہ کی مہربانی گو اس کی عفو تقصیر کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ مگر سلطنت کا قانون اس بات کو
نہیں چاہتا کہ ایک کو بخش دیں۔ اور اوروں کے ہاتھ کاٹیں۔ اس وقت بادشاہ خود کوئی سبب ڈھونڈتا
ہے اور حاضرین دربار میں سے ایک شخص کی طرف خفیہ اشارہ کرتا ہے کہ تو فلاں شخص کی سفارش

یکے از مقربان مجلس جبین شفاعت مے ساید کہ ایں گنہگار را با ما علاقے است۔ اگر از
تقصیرش در گذرند، احسان بر احسان است بمعائنہ ایں حال ملک از انتقامش در گذشت
دریں صورت شفاعت جبر بر پادشاہ نیست بلکہ عین رضا و خواہش او ہمیں بود کہ واقع شد
پس در روز قیامت ہمیں صورت متحقق خواہد شد کہ بآں اشارہ مے فرماید مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ
عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ "کیست کہ شفاعت کند نزد خدا تعالیٰ مگر باجازتش" پس بحق کسے کہ (۲)
اجازتش خواہد شد، سفارش او جلوہ گر خواہد شد و نعوذ باللہ اگر ارادہ الٰہی بانتقام کسے متعلق خواہد شد
کہ طاقت دارد کہ دم شفاعت بزند خدائے عز و جل را راضی باید نمود کہ شفاعت ہم بدست
او و بحقیقت شافع نیز ہموں ذات پاک است بسوئے ہمیں معنی اشارہ مے فرماید
قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا (الزمر) بگو اے محمد خاص برائے خدا است شفاعت ہمہ
یعنی شفاعت ہم بدست کسے دیگر نیست ایں است حال شفاعت کہ بسیارے از نادان
حقیقتش نے فہمند و طاعت غیر را از طاعت خدا تعالیٰ زیادہ تر مید انند پس ہیچ یکے را از

کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔ اس اشارہ کے سمجھتے ہی مقربان مجلس میں سے ایک شخص شفاعت
کی پیشانی زمین پر گھستا ہے کہ اس مجرم کا ہم سے تعلق ہے اگر آپ اس کی تقصیر کو معاف فرمائیں
گے تو احسان پر احسان ہوگا۔ یہ حال دیکھتے ہی بادشاہ بدلہ لینے سے در گذر کرتا ہے پس اس قسم
کی شفاعت میں بادشاہ پر کوئی جبر لازم نہیں آتا ہے۔ بلکہ اس کی رضا اور خواہش اس میں تھی۔ جو
واقع ہوا۔ سو قیامت کے دن شفاعت کی یہ ہی صورت متحقق ہوگی۔ جس کی طرف یوں اشارہ فرماتے
ہیں۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش
کرے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔ پس جس شخص کے حق میں اس کی اجازت ہوگی اس کی سفارش جلوہ گر
ہوگی۔ اور اگر عیاذاً باللہ ارادۂ الٰہی کسی کے بدلہ لینے پر متعلق ہوگا۔ تو کس کو طاقت ہوگی۔ جو اس کے حضور
میں شفاعت کا دم مارے پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہئے جس کے ہاتھ میں شفاعت کی باگ ہے
اور در حقیقت سفارش کرنے والے بھی وہی پاک اور بے پرواہ ذات ہے چنانچہ اسی معنی کی طرف
اشارہ فرماتے ہیں قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا اے محمد تم کہدو کہ خاص خدا ہی کے واسطے تمام
سفارش ہے" یعنی شفاعت بھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ شفاعت کا حال ہے جس

انبیاء واولیاء قادر بر نفع وضرر رسانیدن در دین ودنیا ندانند، ہمیں معنی ازیں آیہ مقصود است
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ
لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (الاعراف) "بگو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نمے توانم برائے خود نفع
وضرر رسانیدن مگر آنچہ خدا خواستہ است واگر من دانستمے علم غیب را ہر آئینہ بسیار جمع
کردمے از جنس منفعت ونرسیدے بمن ہیچ سختی نیستم من جز آنکہ بیم کنندہ ومژدہ دہندہ برائے
گروہے کہ یقین مے دارند" (1)

علم غیب خاصۂ خدا است

حاصل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ رسول اند طاقت ندارند کہ منفعتے بجان خود برسانند و
خود را از ضرر باز دارند ونیز حق تعالیٰ فرمود کہ بگو اے محمدؐ کہ من علم غیب ہرگز نمے دانم۔ ایں
محض خاصۂ خدا است اگر من دانستمے علم غیب را پس منفعت بسیار جمع کردمے وہیچ ضرر بمن

---

(1) کی حقیقت اور کنہ سے اکثر نادان لوگ ناواقف ہیں۔ اور غیر خدا کی فرمانبرداری کو خدا کی فرمانبرداری
سے زیادہ تر جانتے ہیں پس مسلمان کو چاہیئے کہ پیغمبروں اور ولیوں میں سے کسی کو بھی دین ودنیا کے
نفع وضرر پہنچانے پر قادر نہ جانے چنانچہ یہی معنی اس آیت سے مقصود ہیں قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ
کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ میں اپنے لئے نفع وضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا
مگر جو خدا نے چاہا۔ اور اگر میں علم غیب جانتا تو منفعت کی جنس سے بہت کچھ جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی
سختی نہ پہنچتی۔ میرا کام بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ میں ڈرانے والا اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں انہیں خوشی
سنانے والا ہوں" خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ خدا کے رسول ہیں مگر تب
بھی اپنی جان کو نفع پہنچانے اور ضرر سے باز رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے
محمدؐ تم کہدو میں ہرگز علم غیب نہیں جانتا۔ یہ تو محض خدا کا خاصا ہے۔ اگر میں علم غیب جانتا تو بہت
بھلائیاں جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی بھی نقصان نہ پہنچتا۔ مثلاً اگر میں جانتا۔ کہ کل میرا گھوڑا مر جائے گا۔ تو اسے

نرسیدے مثلاً اگر دانستمے کہ اسپ من فردا خواہد مرد بدست کافرے فروختمے واگر دانستمے
کہ بروز جنگ احد شکست خواہد شد آں روز جنگ نکردمے۔ ما چندانکہ شمایاں مے دانید کہ پیغمبر
ما ہرگہ کہ یاد مے کنیم مے شنود وہر چیز آئندہ یا غائب از نظر را مے داند غلط محض است۔
من ازیں قسم نیستم۔ کار من ترسانیدن از عقوبت الٰہی ومژدہ دادن از نعمت ہائے غیر متناہی
است فقط آں کساں را کہ سخن ما باور مے دارند کس نمے داند کہ پس پشت ما چیست وشام (5)
چہ ظاہر خواہد شد ونیز بآیۃ دیگر مے فرماید وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ و
احاطہ نمے کنند مردمان ہیچ چیز کہ در علم خدائے است۔ مگر ہماں قدر کہ خدائے خواست معلوم
شد کہ ہر چہ در علم پروردگار است غایت از نظر بندہ است وہیچ چیز ازاں بندہ را معلوم نمی
شود مگر ہر قدر کہ خدا خواہد ہماں قدر علم مے دہد پس ایں ہم باختیار خدا است نہ باختیار بندہ
تا ہر چہ بخواہد فہمد۔

---

(4) کسی کافر کے ہاتھ بیچ ڈالتا۔ اور اگر مجھے علم ہوتا کہ جنگ احد میں شکست ہوگی۔ تو اس روز جنگ نہ کرتا۔ تم
جو ہمارے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ جس وقت ہم اپنے پیغمبر کو یاد کرتے ہیں۔ وہ سن لیتا ہے اور ہر
آنے والی چیز کو یا جو نظر سے غائب ہے اسے خوب جانتا ہے محض غلط اور پوچ ہے میں اس
قسم کا آدمی نہیں ہوں۔ میرا کام تو عذاب الٰہی سے ڈرانا اور غیر متناہی نعمتوں کی خوشخبری سنانا ہے
اور یہ بھی صرف انہیں لوگوں کو جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ ہماری پیٹھ
پیچھے کیا ہے اور شام کو کیا ظاہر ہوگا نیز دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ
مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کہ آدمی خدا کے علم میں سے کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر اسی قدر کہ خدا
نے چاہا۔ معلوم ہوا کہ جو چیز خدا کے علم میں ہے۔ وہ بندہ کی نظر سے غائب ہے اور اس میں سے
بندہ کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ ہاں جس قدر خدا چاہتا ہے۔ اتنا علم دے دیتا ہے۔ پس یہ بھی خدا
کے اختیار میں ہے نہ بندہ کے اختیار میں۔ کہ جو چاہے سمجھ لے۔

فصل چہارم در بیان اشراک فی العبادات

بباید فہمید کہ تعظیماتے کہ برائے حق تعالے مقرر کردہ اند آں را عبادت مے گویند اگر آں تعظیم را شارع مقرر فرمودہ و اگر جماعت دیگر مقرر کردہ باشد ملحق بعبادت مے نامند پس تعظیمے کہ خدائے تعالی را بجا مے آرند بہ مخلوق نباید کرد کہ مے فرماید وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرة) پس مگردانید برائے خدائے تعالی ہمسران در عمل باوجودیکہ شما مے دانید کہ کسے ہمسر خدائے تعالی نیست" یعنی شمایان در عقیدہ خود کسے را برابر بمرتبہ خدا نمے دانید لیکن در تعظیمات برابر مے کنید از وقت آدمؑ تا ایں دم بایں طور کافرے پیدا نشدہ کہ دو خدا گفتہ باشد یا کسے مخلوق را در مرتبہ برابر خدائے تعالی دانستہ باشد در علم خود لیکن ہمیں قدر مے دانند کہ بزرگاں را بسبب قرب در کارخانۂ الہی دخلے است و بسبب کثرت ریاضت اندکے از صفات باری تعالی در ایشاں پیدا

چوتھی فصل عبادات میں شرک کرنے کا بیان، سمجھنا چاہئے کہ جو بزرگی اور تعظیم حق تعالے کیواسطے مقرر کی ہے۔ اسے عبادت کہتے ہیں۔ اگر یہ تعظیم شرع نے مقرر فرمائی ہے اور اگر کسی اور جماعت نے مقرر کی ہے تو اس کا ملحق بہ عبادت نام رکھتے ہیں۔ پس جو تعظیم کہ خاص خدا تعالی کے واسطے بجالاتی ہیں۔ وہ مخلوق کو کرنی نہ چاہیئے کیونکہ فرماتے ہیں وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - یعنی خدا تعالے کے لئے کسی کام میں ہمسر نہ بناؤ باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ خدا کا کوئی ہمسر نہیں ہے" مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! گو تم اپنے عقیدہ میں خدا کے مرتبہ کے برابر کسی اور کو نہیں جانتے ہو پر تعظیم و بزرگی میں اس کے برابر اوروں کی بھی کرتے ہو۔ آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک کوئی کافر ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے دو خدا کہے ہوں یا اپنے علم و اعتقاد میں کسی مخلوق کو خدا کے برابر مرتبہ میں جانا ہو۔ مگر اس قدر جانتے تھے۔ کہ بزرگوں کی تقریب کی وجہ سے خدا کے کارخانہ میں کچھ دخل ہے اور کثرت ریاضت کی وجہ سے خدا کی صفات میں سے کچھ ان میں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ مثلاً خدا تعالی اگر بیشمار آدمی پیدا کر سکتا ہے۔ تو یہ بزرگ اگر چاہیں۔ تو ایک دو آدمیوں کو فرزند بخش سکتے ہیں۔ اور اگر خدا تعالی سارے جہان کو عذاب و قہر میں مبتلا کر سکتا ہے۔

گشتہ، مثلاً پروردگار اگر بیشمار پیدا مے تواند کرد، ایں بزرگاں اگر خواہند یک دو شخص را پسر بخشند و اگر پروردگار تمام عالم زمین را مقہور و معذب تواند کرد، ایں بزرگاں کسے را بجہت شاں بے ادبی کند البتہ چیزے ضرر رسانیدن مے توانند چوں باعتقاد مردماں ایں ظن فاسد مستقر شدہ است ہمیں سبب تعظیمات بزرگاں خارج از حد بجا مے آرند و در تحصیل رضائے ایشاں بسیار سعی مے نمایند ہمیں است شرک باللہ کہ آنرا مردود کردہ اند اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء) بیشک خدا تعالی نمے بخشد آں را کہ شریک کند بخدا و مے بخشد کمتر ازیں ہر کس را کہ مے خواہد" کہ بہ تعظیم خدا دیگرے را شریک کند باید کہ دست افسوس بر سر زند و امید نجات آخرت از دل رہا سازد، تعظیماتے کہ در شرع برائے خدا است یعنی عباداتے ہر چند کہ بسیار است اما دو چار ازاں بیان مے کنم تا دیگراں را بر وے قیاس نمایند۔

ارکان نماز | ازاں جملہ است ارکان صلوٰۃ کہ برائے دیگراں نباید کرد کسے کہ غیر اللہ

یہ بزرگ اس شخص کو جو ان کی خدمت میں بے ادبی کرے بالضرور کوئی نہ کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ چونکہ آدمیوں کے اعتقاد میں یہ فاسد خیال خوب مستحکم اور مضبوط ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ بزرگوں کی بزرگیاں حد سے زیادہ بجالاتے ہیں۔ اور ان کی رضامندی حاصل کرنے میں بیحد کوشش کیا کرتے ہیں پس اسی کو شرک باللہ کہتے ہیں جس کا قرآن میں رد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ خدا تعالی اس کی بخشش نہیں کرتا۔ اور اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے بخشش دیتا ہے" پس جو شخص خدا کی بزرگی میں اوروں کو شریک کرے۔ اسے افسوس کے ہاتھ سے سر پیٹنا اور اخروی نجات کی ہوس دل سے نکال ڈالنی چاہیئے۔ شرع شریف میں جو بزرگیاں کہ خدا کے لئے ہیں یعنی عبادت ہر چند کہ وہ بے شمار ہیں۔ مگر میں ان میں سے دو چار بیان کرتا ہوں تا کہ اوروں کو ان پر قیاس کر لیں۔

غیر خدا کے لئے قیام، رکوع، سجدہ شرک ہے | منجملہ ان کے نماز کے ارکان ہیں۔ جو دوسروں کے لئے کرنے نہ چاہئیں مثلاً جو شخص خدا کے علاوہ دوسرے کو سجدہ کرے گا۔ کافر ہوگا۔ کیونکہ

را سجدہ کند کافر گردد، کہ مے فرماید وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ
اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ (حٰمٓ السجدہ) "و سجدہ کنید برائے خدا کہ پیدا کردہ است آنہارا اگر ہستید
شما کہ ہموں خدا را عبادت مے کنید۔ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرۃ) "و رکوع
کنید با رکوع کنندگان" ہر کہ پیش غیر خدا رکوع کند یعنے بصفت رکوع قدر التعظیماً خم کرد
(۱۱) بشرک افتاد وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ہ (البقرہ) "و ایستادہ شوید برائے خدا فرمانبردار"
یعنے دست بستہ و باادب بر پا استادن پیش غیر خدا شرک است وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ
فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ (البقرہ) "و ہر جا کہ باشید شما پس بگردانید روئے خود را
بطرف خانہ کعبہ" پس وقت عبادت روئے گردانیدن و متوجہ شدن بسوئے قبر بزرگاں
تعظیماً سوائے بیت اللہ شرک است۔

دعا از غیر اللہ | وہم چنیں است دعا کردن از غیر اللہ کہ مے فرماید وَمَنْ
اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
(۱۲) وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ہ (الاحقاف) "کدام گمراہ تر است ازاں کسانیکہ ندا مے

فرماتے ہیں وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ یعنی خدا
ہی کو سجدہ کرو جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اگر تم خدا ہی کی عبادت کرتے ہو" اور فرمایا۔ وَ
ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔ یعنی "رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔ پس جس نے غیر خدا کے
سامنے رکوع کیا۔ یعنی رکوع کی طرح تعظیم کی غرض سے قد کو خم کیا۔ وہ ضرور شرک کے گڑھے
میں پڑا اور فرمایا۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ہ "اور کھڑے رہو خدا کے فرمانبردار" پس کسی کے
سامنے ہاتھ باندھ کر پاؤں کے بل باادب کھڑا ہونا شرک ہے۔ اور فرمایا۔ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ
فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ "جہاں کہیں تم ہو تو اپنے مونہوں کو خانہ کعبہ کی طرف پھیرو" پس
عبادت کے واسطے بیت اللہ کے علاوہ بزرگوں کی قبر کی طرف تعظیماً متوجہ ہونا اور منہ کرنا شرک ہے

غیر اللہ کو پکارنا | اور اسی طرح غیر خدا سے دعا مانگنا بھی شرک ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ہ یعنی کون گمراہ زیادہ ہے اس شخص سے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسے

کند سوائے خدا آں شخص را کہ قبول نخواہد کرد او را و آنہا کہ از ندا کردنش غافل اند" یعنی ازیں
قوم زیادہ تر گمراہے نیست کہ مردگان یا دیگر غیر اللہ را ندا مے کنند و ایشاں ہرگز جواب
ایں گمراہاں نمے دہند مے دانند کہ ایشاں مے شنوند بلکہ ایشاں بے خبر اند از ندا
کردن و فریاد بر آوردن ایں گمراہاں۔

(۱۳) **"یا رسول اللہ" "یا غوث"** | مردمانیکہ مے گویند یا رسول اللہ و یا علیؓ و یا غوث الاعظمؒ و
یا حسنینؓ و یا فاطمہؓ و اے خواجہ و یا پیر احوال خود را ازیں آیہ کریمہ ملاحظہ فرمائید اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ
الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ (النمل) "بیشک تو شنوانے کنی مردہ را و شنوا
نمے کنی کر را" یعنے در باب شنیدن مردہ و کر برابر است وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی
الْقُبُوْرِ (الفاطر) "یعنی تو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شنوا کنندہ آں شخص را کہ در قبر است"

قرآن صرف برائے خدا باید خواند | و قرآن شریف را اگر برائے خدا خوانند عبادت
است و اگر برائے رضامندی و تقرب غیر اللہ

شخص سے دعا مانگتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرے گا" طرفہ یہ کہ وہ اُن کی دعا سے
محض بے خبر ہیں" مطلب یہ ہے کہ اس قوم سے زیادہ تر گمراہ کوئی قوم نہیں ہے جو مُردوں یا کسی اور
کو خدا کے سوا ندا کرتے ہیں" وہ ان گمراہوں کو ہرگز جواب نہیں دیتے۔ یہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ سن
رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ان گمراہوں کی دعا مانگنے اور فریاد مچانے سے محض بے خبر ہیں

یا رسول اللہ، یا غوث وغیرہ ناجائز ہے | جو آدمی کہ یا رسول اللہ اور یا علی اور یا غوث الاعظم اور یا حسنین اور یا فاطمہ
اور اے خواجہ اور اے پیر کہا کرتے ہیں۔ وہ اپنے احوال کا اس آیہ کریمہ
کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہیں کہ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ ط
یعنی تم اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مردے کو سنا سکتے ہو نہ بہرے کو۔ یعنی سننے کے حق میں مردہ
اور بہرہ برابر ہے۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ "اور نہ تم ان لوگوں کو سنا سکتے ہو۔ جو
قبروں میں ہیں"

قرآن مجید خدا کیلئے پڑھنا چاہیئے | اسی طرح قرآن مجید محض خدا کے واسطے پڑھنا عبادت ہے۔ اور غیر خدا
کی رضامندی اور تقرب کے واسطے پڑھنا شرک ہے۔ نذرہ جو

بخوانند شرک است ❊

روزه | روزه که از اعظم عبادت است اگر برائے غیر اللہ گیرند خواه تمام روزه خواه نیم روزه کافر مطلق خواهند شد ❊

حج | ارکان حج که از اعظم عبادت است اگر بجائے دیگر ادا نماید کفر است صریح باید که گرد قبرے یا خانه سوائے خانه کعبه نگردند که مے فرماید وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج) باید که طواف کنند باین خانهٔ قدیم و درمیان دو مکان سوائے صفا و مروه نباید و جانورے را سوائے خدا تعالیٰ برائے دیگر ذبح نباید کرد است سر تراشیدن وصورت زائران نمودن و دیگر ارکان حج نیز برین قیاس باید کرد ❊

زکوٰة | و بهترین طاعات زکوٰة است و انفاق فی سبیل اللہ نقد و جنس و با طعام اگر بنام مردگان و نیاز بزرگان یا جن و پری و ملائکه یا دیگر غیر اللہ باشد شرک است وخوردن آں طعام ناجائز قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (المائدہ) حرام کرده شد بر شمایاں مرده و خون

ساری عبادتوں سے بڑی عبادت ہے۔ اگر غیر خدا کیواسطے رکھیں خواه سارا روزه یا آدھا کافر مطلق ہوں گے اسی طرح حج جو تمام سے افضل ہے۔ اگر کسی اور کے واسطے ادا کرے گا صریح کفر میں مبتلا ہوگا۔ خانہ کعبہ کے علاوہ کسی قبر یا گھر کے گرد گھومنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ یعنی اسی قدیم گھر کا طواف کرنا چاہیئے۔ اور صفا و مروہ کے سوا کسی دو مکانوں میں دوڑنا نہ چاہیئے۔ اور جانور خدا تعالے کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح نہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح سر منڈانا اور زیارت کرنیوالوں جیسی صورت بنانا نہ چاہیئے۔ اور دوسرے ارکان حج کو اسی پر قیاس کر سکتے ہیں ❊

نیاز بزرگاں | اور تمام بندگیوں میں بہتر بندگی زکوٰۃ اور خدا کی راہ میں مال صرف کرنا ہے پس اگر کوئی نقد و جنس یا کھانا مُردوں کے نام پر یا بزرگوں کی نیاز یا جن و پری اور فرشتے یا خدا کے سوا کسی اور کے واسطے ہو تو شرک ہے۔ اور اس کا کھانا ناجائز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی

وگوشت خوک و هر چیز که آواز کرده شد برائے غیر خدا به آں چیز" مثالش آنکه در حضور بادشاہ رعیتے نذر پیش غلام پادشاه برد با آنکه بادشاه خود معبود است پس لابد آں رعیت بمعرضِ عتابِ سلطانی همی افتد و نذرش را نیز بر خاک ذلت مے اندازد و اگر آں غلام قبول کرده باشد آں هم بمحل غضب مے در آید و اگر انکار کرده باشد نقصان باو نمے رسد پس آں نذر را که بر خاک ذلت افتاده است شخصے دیگر قصد گرفتن نماید۔ لابد بمقام غضب سلطانی در آید پس ظاهر شد که باوجود حاضر بودن آں ملک حقیقی اگر نقدے یا طعامے نذر غیر اللہ نماید گرفتن و خوردن آں ناجائز بود۔ دریں جزو زماں اکثر مرداں قرآن برائے تقرب مردگان بخوانند و طعام نذر بزرگاں مے دهند و نقد بنام غیر اللہ مے دهند چنانکه ایں جمله عبادت موحداں محض برائے خدا مے کنند ❊

اکابر پرستی | چوں مرداں سوال مے کنند که چرا مرتکب ایں امر شرک عظیم مے شود عوام الناس جواب هائے بیهوده و کلمات جهالت بر زبان مے آرند و میگویند

"تم پر مرده اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے حرام ہے"۔ مثال اس کی یوں سمجھئے کہ کوئی رعیت بادشاه کے سامنے اس کے غلام کے پاس نذر لے گیا۔ باوجودیکہ بادشاه خود معبود ہے۔ پس ایسے وقت بالضرور وہ شخص غضب سلطانی کے محل میں پڑیگا۔ اور بادشاه اس کی اس نذر کو خاکِ ذلت پر ڈالے گا۔ پھر اگر یہ نذر غلام نے قبول کر لی ہے۔ تو وہ بھی محل غضب بادشاہی ہوگا۔ البتہ اگر غلام نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے تو اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ پھر اس نذر کو جو ذلت کی خاک پر پڑی ہوئی ہے اگر کوئی اور لینے کا اراده کرے گا۔ تو وہ بھی ضرور غضبِ شاہی میں گرفتار ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ باوجود ہونے اس حقیقی بادشاه کے اگر کوئی نقد یا کھانا غیر خدا کی نذر کرے۔ اس کا لینا اور کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اس اخیر زمانہ میں مردوں کے تقرب کے واسطے قرآن پڑھنے اور کھانا بزرگوں کی نذر دیتے ہیں۔ اور نقدی غیر خدا کے نام پر صرف کرتے ہیں جیسا کہ موحد لوگ یہ سب عبادتیں محض خدا کے واسطے کرتے ہیں۔ جب آدمی ان سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تم اس شرک عظیم کے کیوں مرتکب ہوتے ہو تو عوام الناس تو بیہوده جواب دیتے ہیں اور جہالت بھرے زبان پر لاکر کہتے ہیں۔ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ہم تمہارا کہنا نہ مانیں گے" بلکہ ہم

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (البقرہ) کلام شما قبول نکنیم بلکہ عمل مے کنیم و پیروی
مے نمایم آں چیزے را کہ جمع یافتہ ایم برآں پدرانِ خود را" یعنے از گفتہ شمار سوم جد و پدر
مے گذاریم مردمانیکہ سابق مرتکب ایں امور شدہ اند ہیچ مصلحتے فہمیدہ باشند بجواب ایشاں
خدائے عزوجلّ مے فرماید اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
(البقرہ) "بگو اگر آبائے شما باشند کہ فہم نمے کردند چیزے را و ہدایت نیافتہ باشند" بسوئے توحید
چہ جائے تعجب است یعنی فقط رواج آبائے شما برائے محمود بودن آں عمل دلیل نیست،
تعجب نہ کنید در گمراہی پدران خود اگرچہ بظاہر دلق در بر داشتہ باشند ؞

رد حیلہ ہائے باطلہ

و بعضے مردمان کہ روز چند کتاب بینی کردہ اند حیلہا شرعی اظہار
مے نمایند کہ ما قرآن برائے بزرگاں نمے خوانیم و طعام بنام غیر اللہ
نمے دہیم و جانور برائے بزرگاں ذبح نمے کنیم بلکہ ایں امور حسنہ محض برائے خدا مے کنیم۔ و
ثوابش بہ بزرگاں مے بخشیم۔ تامل نیک باید نمود کہ ایشاں حیلہ گراں اند۔ اگر برائے خدا تعالیٰ
مے کنند، چرا تخصیص ماہ مے نمایند؟ مثل محرم، ربیع الثانی وجمادی الاول و شعبان وغیرہ،

چیز پر ہم نے اپنے باپ دادا کو جمع پایا ہے اسی پر عمل کریں گے"۔ اور اسی کی پیروی پر جان دیں گے
یعنی تمہارے کہنے سے ہم اپنے باپ دادا کی رسمیں نہ چھوڑیں گے۔ آخر پہلے لوگ جو اس کام کو کر گئے ہیں
انہوں نے بھی تو اس کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت سمجھی ہی ہوگی۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا
ہے اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ کہ اے محمدؐ تم ان سے کہدو
بھلا اگر تمہارے باپ دادا کسی بات کو سمجھتے ہوں اور توحید کی طرف راہ پاتے ہوں تو کیا تعجب کی بات ہے"

رسم ورواج کی حیثیت

یعنی صرف تمہارے باپ دادا کی رسم ورواج اس کام کے پسندیدہ ہونے
کی دلیل نہیں ہے۔ اپنے باپ دادا کی گمراہی میں تعجب کرو۔ اگرچہ بظاہر گودڑی پوش ہی ہوں۔ اور بعض آدمی
چند دن کتابوں کا مطالعہ کرکے شرعی حیلہ ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ کہ ہم قرآن بزرگوں کے لئے نہیں پڑھتے
غیر خدا کے نام پر کھانا نہیں دیتے۔ بزرگوں کے واسطے جانور ذبح نہیں کرتے۔ بلکہ یہ سب نیک کام محض خدا
کے واسطے کرتے ہیں۔ اور اس کا ثواب لوگوں کو بخشتے ہیں۔ غور کرنا چاہئے کہ یہ لوگ حیلہ گر نہیں تو اور کون
ہیں۔ بھلا اگر خدا کے واسطے کرتے ہیں تو مہینہ کی تخصیص جیسے محرم، بیراں جی، مدار، شب برات وغیرہ کی کیوں

و چرا تخصیص طعام ہائے مرغوب بزرگاں مے نمایند مثل پلاؤ و مالیدہ وغیرہ، و حصہ با موال خود
چرا مقرر مے کنند کہ اور اقبل از ایام مقررہ اندک ہم للہ صرف نمے کنند و جانورے ذبح مے
کنند چرا بروے نشان مے بندند و پیش قبور مے برند ایں ہمہ شرک خالص است کہ
شیطان بحیلہ و فریب بخشیدن ثواب بہ دل آں ہا انداختہ است بسبب اینکہ آں ملعون
بحضور پروردگار وعدہ کردہ است قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ (۱)
وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ
لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا (النساء ۱۱۸) "گفت شیطان از خدائے
عزوجل کہ بے شک خواہم گرفت از بندگانِ تو حصہ مقرر کردہ شدہ و بے شک گمراہ خواہم کرد
آنہا را و بہ تحقیق آرزوئے باطل بہ دل آنہا خواہم انداخت و بے شک حکم خواہم کرد ایشاں
را پس بشگافند گوش ہائے چارپایاں را و ہر آئینہ حکم خواہم کرد پس باید کہ متغیر کنند خلق خدائے
را و ہر کسے کہ بگیرد شیطان را دوست سوائے خدا پس بے شک در نقصانے افتادہ (۲)

کرتے ہیں۔ اور جو کھانے ان بزرگوں کو مرغوب ہوتے ہیں مثلاً پلاؤ مالیدہ وغیرہ کو کیوں خاص کرتے
ہیں۔ اور اپنے مالوں میں حصہ کیوں مقرر کرتے ہیں۔ اور ایام مقررہ سے پہلے کچھ بھی صرف نہیں
کرتے۔ اور جس جانور کو ذبح کرتے ہیں۔ اس پر کیوں نشان لگاتے ہیں اور قبروں کے سامنے لے
جاتے ہیں۔ یہ سب صورتیں خالص شرک کی ہیں۔ کہ شیطان نے حیلہ اور فریب سے ان کے دلوں میں
ثواب کا بخشنا اور اس کا عطا کرنا ڈال دیا ہے۔ کیونکہ وہ ملعون خدا کے سامنے وعدہ کر چکا ہے قَالَ
لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ۲
اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ
وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں شیطان بولا کہ بلاشبہ
میں تیرے بندوں سے ایک مقرر و معین حصہ لوں گا۔ اور بیشک میں انہیں گمراہ کروں گا۔ اور انکے
دلوں میں جھوٹی آرزوئیں ڈالوں گا۔ اور میں انہیں جانوروں کے کان پھاڑنے کا حکم کروں گا۔ پھر
انہیں حکم کروں گا۔ کہ وہ خدا کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جو شخص خدا کے سوا

نقصانے ظاہر، یعنی شیطان وعدہ کردہ است کہ از بندگانِ تو حصہ مقرر خواہم کرد۔ بایں طور کہ ہر سال در دو صد روپیہ ایں قدر نیاز غیر اللہ بدہند یا ہر سال ایں قدر غلہ بنام فلاں بزرگ جدا نمایند و آرزوئے باطل بدلہا اینہا انداختہ است مثلاً ایں مضمون کہ ہر شخص نیاز ایں بزرگان ادا خواہد کرد ضرور ایں بزرگاں شفاعت کردہ بجنت خواہند برد و حکم مے کند تا خلقت خدائے را تغیر میکنند بایں طور کہ خود را خواجہ سرا کنند یا ریش ہائے خود را بتراشند، یا بطور دیگر خود را منقلب کنند، نعوذ باللہ منہا، ایں ہمہ مکر شیطان است کہ بتقریب ثواب بخشیدن بخاطر مردماں شرک مے اندازد و وعدہ ہائے خود را ایفاء مے نماید و اگر از مردماں ثواب ختم قرآن طلب نمایند بہ بخشیدنش تامل نمے کنند و اگر یک روپیہ بخواہند ہزار حیلہ درمیان آرند پس ثواب آخرت در دلِ اینہا قدر و وقارے ندارد کہ بے تکلف بہ دیگراں مے بخشند، بحدیث مذکور است کہ بروز قیامت شخصے را نیکی و بدی بہ میزان عدالت برابر خواہد شد،

شیطان کو دوست رکھے گا بلاشبہ وہ صریح وظاہر نقصان میں پڑیگا۔ یعنی شیطان نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیرے بندوں سے بایں طور حصہ مقرر کروں گا۔ کہ ہر برس دو سو روپیوں میں سے اس قدر خدا کے غیر کی نیاز چڑھائیں۔ یا ہر برس اتنا غلہ فلاں بزرگ کے نام پر علیحدہ کریں اور ان کے دلوں میں باطل آرزوئیں ڈالی ہیں مثلاً یہ مضمون سمجھایا ہے۔ کہ جو شخص ان بزرگوں کی نیاز ادا کرے گا۔ تو یہ بزرگ اس کی ضرور شفاعت کر کے جنت میں داخل کریں گے۔ نیز شیطان حکم کرتا ہے کہ لوگ خدا کی پیدائش کو اسی طرح بدل ڈالتے ہیں کہ اپنے آپ کو خواجہ سرا بنالیں یا ڈاڑھیوں کو منڈوا ڈالتے یا کسی اور طرح اپنی شکل پلٹ لیتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔ پس یہ سب شیطان کے داؤ ہیں۔ کہ اولیاء کو ثواب عطا کرنے کے بہانے سے آدمیوں کے دلوں میں شرک ڈالتا اور اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ دیکھئے اگر لوگوں سے قرآن مجید کے ختم کا ثواب طلب کرتے ہیں تو وہ اس کے دینے میں کچھ بھی تامل نہیں کرتے۔ اور ایک روپیہ مانگنے پر ہزاروں حیلے پیدا کرتے ہیں۔ پس ان لوگوں کے دلوں میں آخرت کا ثواب کوئی وقعت نہیں رکھتا کیونکہ بے تکلف اوروں کو بخش دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کی نیکی اور بدی میزان

حکم خواہند کرد کہ یک عمل خیر دیگر بیار تا نیکی تو زیادہ شود و مستحق جنت شوی، پیش ہر یک عزیز دست التجا دراز خواہد کرد، مادر و پدر و زن و فرزند بہ بخشیدن یک عمل خیر اعراض خواہند نمود امروز چہ بے باکی است کہ بخشیدن ہزار ہا عمل خیر دریغ نمے کنند مگر قدر اعمال و خوف آخرت نمے دارند و اعمال را بس خفیف و سبک مے انگارند؛

حقیقت ایدار ثواب | وحقیقت ثواب بخشیدن باید فہمید کہ نزد بعضے علماء ثواب از بخشیدن دیگر بدیگر نمے رسد بدلیل قولہ تعالیٰ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (البقرہ) "خاص برائے اوست ہر چہ کسب کردہ است و بر اوست ہر چہ کسب کرد" و نیز از بسیارے از آیات و احادیث بر ہمیں معنی دلالت میدارد و نیز مخالف قیاس است کہ ہنوز قبولیت و عدم قبولیت عمل بجناب پروردگار ظاہر نشدہ و جزا در دست ایں شخص موجود نیست بدیگراں چہ مے بخشد و نزد بعضے علماء مثل ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثواب اعمال بدنی مثل نماز، روزہ وغیرہ بدیگراں نمے رسد۔ و

عدالت میں برابر اتریں گی۔ حکم ہوگا کہ ایک بھلائی اور لے آ تاکہ تیری نیکی زیادہ ہو جائے اور جنت کا مستحق ہو۔ پس یہ شخص ہر ایک عزیز کے آگے التجا کا ہاتھ لے جائیگا۔ مگر ماں باپ اور جورو، بچے ایک بھلائی تک دینے میں انکار کریں گے۔ غرض کہ ایک نیکی ڈھونڈے نہ ملے گی۔ آج کیا شوخ چشمی اور بیخوفی ہے۔ کہ ہزاروں نیکیوں کے بخشنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اعمال کی قدر اور آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔ بلکہ اعمال کو نہایت خفیف اور ہلکا جانتے ہیں۔

ثواب بخشنے کی حقیقت | اب ثواب کے بخشنے کی حقیقت سمجھنی چاہئے۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص کا ثواب بخشنا دوسرے شخص کو نہیں پہنچتا۔ اور اس پر دلیل خدا تعالیٰ کا قول۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ہے۔ یعنی "ہر ایک کیلئے اسی چیز کا نفع ہے جو اس نے کمایا اور خاص اسی پر ضرر ہے جو اس سے حاصل کیا"۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیات و احادیث اسی معنے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ قیاس کے مخالف بھی ہے۔ کہ جب ابھی تک جناب الٰہی میں عمل کا قبول ہونا اور نہ ہونا ظاہر نہیں ہوا۔ اور جزا اس شخص کے ہاتھ میں نہیں ہے تو دوسروں کو کیا بخش سکتا ہے۔ اور بعض علماء جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدنی اعمال کا ثواب

ثواب مالی مثل طعام خورانیدن و چاہ کندیدن و پل بستن للہ از بخشیدن مردمان بدیگراں
مے رسد، قیاس بر اینکہ جملہ علماء متفق اند کہ ادائے دین دیگراں بعذاب آخرت برائے
مردگان رہائی مے شود و نقل است کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یارے پرسید
کہ مادرم مردہ است، مے خواہم کہ چیزے بکنم کہ بکارش آید۔ حضرت بکندیدن چاہے
اشارت فرمود۔

اما جملہ اہل علم متفق اند بر اینکہ بخشیدن اعمال بدیگراں بسیار و متواتر از اصحاب منقول
نیست با وجودیکہ از مادراں و پدراں و بزرگاں محبت بسیار مے داشتند و حقوق آں ہا
خوب مے شناختند چنانکہ ما یاں نمے شناسیم ثابت نیست کہ اکثر ایں عمل بفعل آوردہ
باشند چنانکہ بایں جزو زمان بکثرت مے کنند و علماء جملہ متفق اند بر اینکہ در بخشیدن اعمال
بمردگاں اگر ہست نفع قلیل است۔ اگر شخصے بزندگانی خود یک پول بدہد بہتر از اں
است کہ بعد از وے لک پول بدہند۔ اگر شخصے تمام عمر خود را بہ تحصیل دنیا برباد دادہ

جیسے نماز، روزہ وغیرہ دوسروں کو نہیں پہنچتا ہاں عبادت مالی کا ثواب جیسے کہ کھانا کھلانا، کنواں کھودنا
پل بنوانا جو محض خدا کے واسطے ہو آدمیوں کے بخشنے سے دوسروں کو بھی ثواب بایں قیاس پہنچتا ہے
کہ تمام علماء متفق ہیں کہ قرضداروں کے قرض ادا کرنے سے مُردوں کے عذاب آخرت سے رہائی
ہوتی ہے اور منقول ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی رضؓ نے دریافت کیا۔ کہ میری ماں
مرگئی ہے میں اس کے لئے کوئی ایسی چیز کرنا چاہتا ہوں جو اس کے کام آئے حضرتؐ نے
کنواں کھودنے کا اشارہ فرمایا۔

لیکن تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ اپنے کاموں کا اوروں کو ثواب بخشنا بہت سے
متواتر صحابیوں سے منقول نہیں ہے باوجودیکہ وہ حضرات ماں، باپوں اور بزرگوں سے اس
درجہ محبت کرتے اور ان کے حقوق اس قدر پہچانتے تھے جس قدر کہ ہم نہیں پہچانتے۔ مگر اس فعل کا
عمل میں لانا اکثر حضرات سے ثابت نہیں ہوا جیسا کہ اس زمانہ کے لوگ اس فعل کو بکثرت کیا
کرتے ہیں۔ نیز سارے علماء کا اتفاق ہے کہ مردوں کو اعمال کا ثواب بخشنے میں اگر نفع ہے۔ تو بھی
بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر کوئی آدمی زندگی میں ایک پیسہ خرچ کرے تو اس کے پیچھے لاکھ پیسوں کے

باشد و یک عمل خیر نکردہ و خدائے او از راضی نشدہ ممکن نیست کہ بعد از مردنش اعمال
خیر پس وے روانہ کنند و او را از عذاب آخرت خلاص نمایند بلبل شیرازی ہمیں
نغمہ مے سراید ؎

برگ عیش بگور خویش فرست　　کس نیارد ز کس تو پیش فرست

ایصال ثواب موجب شرک است

علاوہ ازیں ایں است کہ بخشیدن
ثواب اعمال اگرچہ درست است لیکن مورث شرک است بسبب ایں کہ عوام الناس
فرق نمے کنند در اینکہ ثواب عبادات بہ بزرگاں مے بخشیم یا خود عبادت برائے تقرب
بزرگاں و رضاء ایشاں مے کنیم۔ آخر عبادات بنام غیر اللہ مے کنند و مشرک مے شوند،
پس دریں زماں کہ کثرت اعمال شرک است، خواص را باید کہ ازیں چنیں اعمال تغافل
و چشم پوشی نمایند تا در شرک بستہ شود و ثابت است کہ بخشیدن ضرور نیست و اگر گمان
فائدہ است نیز بسیار قلیل چہ ضرور است کہ بار تکاب مثال ایں امور در شرک

خرچ کرنے سے بہتر ہے اسی طرح اگر کسی آدمی نے اپنی ساری عمر کو دنیا کے حاصل کرنے میں
ضائع اور برباد کر ڈالا اور کوئی بھی بھلا کام نہ کیا جس کی وجہ سے خدا اس سے ناراض ہے تو
ممکن نہیں کہ اس کے مرنے کے پیچھے اور لوگ اعمال خیر بجا لائیں۔ اور وہ اس کو آخرت کے
عذاب سے چھڑا لیں۔ بلبل شیرازی یوں نغمہ سرا ہوتا ہے

"سامان عیش اپنی قبر میں آپ بھیج۔ کیونکہ کوئی کسی کے کام نہیں آتا۔ تو آپ مرنے سے پہلے بھیج"

ثواب بخشنا مفضی الی الشرک ہے

اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اگرچہ اعمال کا ثواب بخشنا درست ہے
لیکن شرک کا موجب بھی ہے کیونکہ عوام الناس تمیز نہیں کرتے۔ ہم ان
عبادتوں کا ثواب بزرگوں کو بخشتے ہیں یا خود بزرگوں کی قربت اور رضامندی کے واسطے عبادت
کرتے ہیں۔ یوں ہی انجام کار غیر خدا کے نام کی عبادت کرنے لگتے اور مشرک بن جاتے ہیں۔ چونکہ
اس زمانہ میں اعمال شرک کی کثرت ہے۔ لہذا خاص لوگوں کو مناسب ہے کہ اس قسم کے کاموں
سے غفلت اور چشم پوشی کریں۔ تاکہ شرک کا دروازہ بند ہو جائے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ
اپنے اعمال غیر کو بخشنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اس میں فائدہ خیال کیا جا سکتا ہے تو بہت ہی تھوڑا

بکشایند و بگمان فائدہ قلیل ہزارہا مومن را راہ جہنم بہ نمائیند ٭

وجہ منع از زیارت قبور باز اجازت دادن

از دیدن قبور موت خود یاد مے آید و دنیا سراب مے نماید۔ باایں ہمہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و من اتبعہم اجمعین اولاً ہمہ کساں را منع فرمود کہ کسے قبر را نہ بیند و پیشش نرود و بجہت ایں کہ مردمان تعظیمات قبور از حد زیادہ بجا مے آورند چوں ایام جاہلیت رفت و مردمان موحداں شدند و تعظیمات قبور موقوف کردند، مرداں را بدیدن قبور اجازت مثلاً زناں را ہنوز منع است کہ زناں ناقص العقل مے شوند ضرور و ر بالضرور تعظیم خلاف شرع یا نوحہ خواہند کرد و بحق زن نوحہ کنندہ در دوزخ وعید عذاب آخرت وارد شدہ است ٭

بہتر طریق ایصال ثواب

و اگر شخصے را منظور باشد کہ فائدہ از ما بانبیاء و اولیاء و پیراں و مجتہداں یا مادر و پدر برسد، طریقش ازیں بہتر نیست کہ محض خالصاً للہ اعمال خیر و عبادات ادا نماید، بدل و جان مطیع فرمان الٰہی

سا۔ پس ان جیسے کاموں سے شرک کا دروازہ کھولنا کیا ضرور ہے۔ اور تھوڑے سے فائدے کے خیال پر ہزاروں مسلمانوں کو دوزخ کا رستہ دکھانے سے کیا فائدہ ہے۔ قبروں کے دیکھنے سے ہر چند کہ اپنی موت یاد آتی اور دنیا سراب معلوم ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل سب کو منع فرمایا۔ کہ کوئی شخص قبر کی زیارت نہ کرے اور اس کے سامنے جاکر کھڑا نہ ہو۔ صرف اس واسطے کہ اس زمانہ کے آدمی قبروں کی تعظیمیں حد سے زیادہ بجا لاتے تھے۔ لیکن جب جاہلیت کا زمانہ گذر گیا۔ اور موحد آدمی پیدا ہوئے اور قبروں کی تعظیمیں موقوف کردیں تب بھی صرف مردوں ہی کو قبور کی زیارت کی اجازت ہوئی۔ پر عورتوں کو وہی ممانعت باقی رہی۔ وجہ یہ کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ وہ قبروں پہ جاکر بالضرور کوئی خلاف شرع تعظیم یا نوحہ کریں گی۔ اور نوحہ کرنیوالی عورت کے حق میں وعید عذاب آخرت وارد ہوئی ہے۔

ثواب پہنچانیکا بہتر طریقہ

اگر کسی شخص کو منظور ہو کہ ہم سے انبیاء اور اولیاء، یا پیروں یا مجتہدوں، یا ماں باپ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچے۔ تو اسے اس طریقہ سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں

گردد و ثواب عبادات بکسے نہ بخشد بلکہ خود ہم نخواہد بدل ایں قدر دارد کہ ما برائے رضامندی و خوشنودی مالک خود ایں کار کردہ ایم و مزد درکار نداریم۔ بلکہ رحمت و عنایتش برائے بخشائش ما یاں کفایت مے کند چنانچہ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ تعالے علیہ مے فرماید ؎

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

خدائے تعالیٰ ایں مومن را اجر بسیار خواہد داد و نیز بذوی الحقوقش ثواب خواہد رسانید، کہ باحادیث صحیحہ آمدہ است کہ ثواب اعمال اولاد بہ آباء و اجداد بغیر از بخشیدن مے رسد و ثواب عامل نیز کم نمے شود و ہمیں طور ثواب اعمال شاگرداں باستاداں علم ظاہری یعنے علماء و مجتہدین و استادان علم باطنی یعنے پیران طریقت برسد، مناسب است کہ آدم مطیع پروردگار شود، چوں خدائے تعالیٰ ازیں بندہ راضی خواہد شد و مقبول بارگاہ خواہد کرد از احوال ذوالحقوق ایں بندہ کہ دلش برائے بخشائش وے متعلق است، غفلت کلی نخواہد کرد

کہ محض خالص خدا کے واسطے بھلے کام اور عبادت بجالائے اور دل و جان سے فرمان الٰہی کا مطیع ہو کر عبادتوں کا ثواب کسی کو نہ بخشے۔ بلکہ خود بھی ان کا ثواب نہ چاہے ہاں دل میں صرف اس قدر خیال کرے کہ ہم نے محض اپنے مالک کی رضامندی اور خوشنودی کیواسطے یہ کام کیا ہے۔ اس کی مزدوری ہمیں درکار نہیں۔ بلکہ اس کی رحمت و عنایت ہماری بخشش کے واسطے کافی ہے جیسا کہ خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں ؎

"تو گداؤں کی طرح مزدوری کی شرط پہ بندگی نہ کر کیونکہ سردار بندہ پروری کا طریقہ آپ جانتا ہے"

اس طریق پہ خدا تعالیٰ اس مسلمان کو بہت سا اجر دے گا۔ اور اس کے حقداروں کو بھی ثواب پہنچائے گا۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اولاد کے عملوں کا ثواب باپ دادا کو بدوں بخشے پہنچتا ہے۔ اور کرنیوالے کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا۔ اسی طرح شاگردوں کے عملوں کا ثواب علم ظاہری کے استادوں یعنی عالموں اور مجتہدوں اور علم باطنی کے مرشدوں یعنی پیران طریقت کو پہنچتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کا فرمانبردار ہو کیونکہ جب خدا تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوگا اور اپنی بارگاہ کا مقبول بنائے گا۔ تو اس بندہ کے حقداروں کے احوال سے کہ اس کا دل ان کی بخشائش کے ساتھ متعلق ہے۔ بالکل غفلت نہ کرے گا۔

فصل پنجم در بیان ملحق بہ عبادات

باید دانست کہ سوائے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اقوام دیگر تعظیماتے کہ برائے خدا مقرر نمودہ اند اگر شخصے آں را تعظیماً پیش غیر اللہ ادا نماید مشرک مے شود چرا کہ ایں ہمہ ملحق بہ عبادت اند، مثلاً شخصے پیش بزرگے یا قبرے بیک پا استادہ شود یا سر خود را زیر کند و پائے خود را بالا کشد بشرک جلی گرفتار خواہد شد، یا تعظیمے جدید اختراع نماید کہ سوائے خدائے لائق قدر بزرگاں نیست البتہ مشرک خواہد شد چنانکہ مرداں بسوئے قبور قدمے چند مے روند و باز ایستادہ مے شوند و کج شدہ باز پس مے آیند و بہ طرف آں قبر پشت نمے کنند بلکہ بہ طرف پشت گامے نہند و باز آیند و امثال ایں ہم بریں قیاس باید کرد، بعضے مرداں مے گویند کہ مایاں بزرگاں را شریک خدا نمے دانیم و حل مشکلات از ایشاں نمے خواہیم بلکہ ایشاں مقربان بارگاہِ الٰہی ہستند، مارا ہم قریب از خدا خواہند کرد باعث ہمیں است کہ تعظیمات ایشاں زیادہ از حد بجائے آریم بجواب ایشاں حق سبحانہ و تعالیٰ

پانچویں فصل

ان چیزوں کے بیان میں جو عبادات کے مشابہ ہیں

جاننا چاہئے کہ شارع علیہ السلام کے علاوہ اور لوگوں نے جو تعظیمیں خدا کے واسطے مقرر کی ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں غیر خدا کے سامنے تعظیماً بجا لائے گا مشرک ہوگا۔ کیونکہ یہ عبادات کے مشابہ ہیں، مثلاً کوئی شخص بزرگ یا قبر کے آگے ایک پاؤں کے بل کھڑا ہوگا یا سر نیچے اور پاؤں اوپر کرے گا۔ شرک جلی میں گرفتار ہوگا۔ یا کوئی ایسی نئی تعظیم پیدا کرے۔ جو خدا کے علاوہ بزرگوں کی قدر کے لائق نہ ہو تو بھی مشرک ہوگا۔ جیسا کہ بعض آدمی قبروں کی طرف چند قدم چلتے پھر ٹھہرتے اور ٹیڑھے ہو کر واپس آتے ہیں۔ اور اس قبر کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، بلکہ پچھلے قدم ہٹ آتے ہیں۔ اسی طرح ان جیسے اور کاموں کو اس پر قیاس کرنا چاہئے بعض آدمی کہنے لگتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو خدا کا شریک نہیں جانتے۔ اور نہ ان سے مشکل کشائی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ دربارِ الٰہی کے مقرب ہیں، تو ہم کو بھی خدا کے قریب کر دیں گے اسی وجہ سے ہم ان کی تعظیم حد سے زیادہ بجا لاتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے

مے فرماید وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ‏؀ و نیز "آنانکہ دوست گرفتہ اند بجز خدا گفتند کہ عبادت نمے کنیم ایشاں را مگر برائے اینکہ نزدیک کنند مایاں را بسوئے خدا در مرتبۂ قرب، ہر آئینہ خدا حکم مے کند میانِ ایشاں آنچہ کہ اختلاف دارند، ہر آئینہ خدا راہ نمی نماید کسے را کہ دروغ گوئے کافر است" یعنے در میان موحداں و مشرکاں اختلاف است، موحداں مے گویند کہ ایں اعمال شرک است، از خدا دور مے افگند و مشرکاں مے گویند کہ ایں تعظیمات بزرگاں موجب قرب خدا است۔ خدا تعالیٰ فرمود کہ ما حکم مے کنیم در میان اختلاف شمایاں و قول فیصل مے گوئیم، مشرکاں کاذب اند در قولِ خود کہ مے گویند کہ ما تعظیم و عبادت بزرگاں نمے کنیم مگر برائے اینکہ ما را از خدا قریب مے کنند بلکہ عبادت بزرگاں برائے دفع بلا مے نمایند و بندگاں را قادر بر رفع حوائج مے دانند

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ‏؀ "جو لوگ خدا کے علاوہ اور لوگوں کو دوست رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم ان کو صرف اس واسطے پوجتے ہیں کہ یہ ہم کو مرتبہ قرب میں خدا کی طرف نزدیک کر دیں گے۔ خدا تعالیٰ ان میں حکم کرتا ہے جس چیز میں کہ یہ اختلاف کرتے ہیں۔ البتہ خدا رستہ پر نہیں لگاتا اس شخص کو کہ جھوٹا اور کافر ہے۔"

موحد و مشرک میں اختلاف اور حق تعالیٰ کا فیصلہ

یعنی موحدوں اور مشرکوں میں اختلاف ہے۔ موحد کہتے ہیں کہ یہ اعمال شرکیہ ہیں۔ خدا سے دوری پیدا کرتے ہیں۔ مشرک کہتے ہیں۔ کہ یہ بزرگوں کی تعظیمیں خدا کی تقریب کا موجب ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ہم تمہارے اختلاف میں صاف حکم اور قولِ فیصل بیان کرتے ہیں، کہ مشرک اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔ اگرچہ بظاہر کہتے ہیں۔ کہ ہم بزرگوں کی تعظیم و عبادت صرف اس واسطے کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم کو خدا سے قریب کر دیں گے۔ مگر درحقیقت بلا کے دفعیہ کے واسطے بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اور

وغیر اللہ را دوست داشتن و عبادتش کردن آدم را کافر مے کند، چگونہ موجب قربِ الٰہی خواہد شد و ہدایت بدست خدا است و او تعالیٰ ہدایت نخواہد کرد ایں مشرکانِ دروغ گو را کہ مے گویند قریب کردن از خدائے تعالیٰ باختیارِ بزرگان است اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ را فراموش مے کنند،

فصل ششم در بیان اشراک فی العادت

باید دانست کہ موحداں را عادت دیگرے باشد و مشرکاں را دیگر، موحداں در نشستن و برخاستن و بر پہلو گردانیدن نامِ خدائے بیاد مے آرند یعنے یا اللہ و یا رب و یا کریم و امثال ایں الفاظ مے گویند چنانکہ حکم است فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء) یاد آرید نامِ خدا را در نشستن و برخاستن و بر پہلو ہا خود۔

یا علیؓ وغیرہ ناجائز است بعضے مردماں عکس ایں آیہ یا پیر یا خواجہ یا علی میگویند مومن را ازیں حذر واجب است و قول خود را مؤکد

حاجتوں کے پورا کرنے پر انہیں قادر جانتے ہیں۔ حالانکہ غیر خدا کو دوست رکھنا اور اس کی عبادت کرنا آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ یہ کیونکر قربِ الٰہی کا موجب ہوگا۔ حالانکہ ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے اور حق تعالیٰ ان جھوٹے مشرکوں کو جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے نزدیک کرنا بزرگوں کے اختیار میں ہے۔ راہ پر نہیں لگاتا۔ یہ کم بخت یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ بھول گئے ہیں۔

چھٹی فصل عادت میں شرک کرنے کا بیان جاننا چاہیے کہ موحدوں کی اور عادت اور مشرکوں کی اور عادت ہوا کرتی ہے۔ موحد بیٹھتے اٹھتے کروٹ لیتے خدا کا نام لیا کرتے ہیں۔ یعنی یا خدا، یا رب، یا کریم اور ان جیسے الفاظ کہتے ہیں جیسا کہ اس نے خود حکم فرمایا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ کہ خدا کو اٹھتے بیٹھتے اور کروٹوں کے بل یاد کیا کرو۔

یا علی، یا پیر وغیرہ کلمات سے بچنا ضروری ہے مگر بعضے آدمی اس کے برعکس یا پیر،

بقسم کردن از عادی ضروری انسان است لائق سوگند، ہموں ذات پاک است کہ سوگند دلالت بر اعلیٰ مرتبہ تعظیم و محبت و حاضر و ناظر بودن خدا مے کند۔ ایں معنی لائق بزرگاں نیست۔

عدم جواز نام عبدالرسول و ہمچوں قسم و اطفال خود را بنامے مشہور نباید کرد کہ در و شرک لازم آید مثل عبدالرسول و بندہ علی و غلام غوث بروز قیامت روبروئے آں شہنشاہ چوں ندا کردہ خواہد شد کہ بیارید بندہ علی صاحب ایں اسم چہ شرمساری ہا خواہد کشید و عزیزاں را وقتِ رخصت نباید گفت کہ بفلاں بزرگ سپردم بلکہ مثل ایں کلمہ بر زبان آرند، کہ خدا یار تو باد و بخدائے عز و جل بسپردم کہ حافظ و ناصر از اسمائے الٰہی است، وقتیکہ آب سرد بیاشامند یا غذائے لطیف خورند یا باد خوش وزد و یا بوئے خوش از گل و ریحان بدماغ آید شکر خالق آں نعمت بجا باید آورد و یاد دیگراں نباید کرد بے انصافی محض است کہ منعمِ حقیقی را کہ

یا خواجہ، یا علی کہتے ہیں۔ مومن کو ان باتوں سے پرہیز کرنا واجب ہے اور چونکہ انسان کی ضروری عادت ہے کہ وہ اپنے قول کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا کرتا ہے تو قسم کے لائق وہی ذات پاک ہے کیونکہ قسم کھانا خدا کے اعلیٰ مرتبہ اور تعظیم و محبت اور اس کے حاضر و ناظر ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ معنی بزرگوں کے لائق نہیں ہیں۔

عبدالرسول اور اسی طرح کے دوسرے نام ناجائز ہیں اور اپنے بچوں کے نام ایسے نام سے مشہور نہ کرنا چاہیے۔ جس میں شرک لازم آتا ہے۔ جیسے عبدالرسول، بندہ علی و غلام غوث وغیرہ۔ قیامت کے دن جب اس شہنشاہ کے سامنے ندا کی جائے گی کہ بندہ علی کو حاضر کرو۔ تو اس وقت اس نام والے کو کیسی شرمندگی حاصل ہوگی۔ اسی طرح اپنے عزیزوں کو رخصت کرنے کے وقت یوں نہ کہنا چاہیے کہ تمہیں فلاں بزرگ کو سونپا، بلکہ یہ کلمہ زبان پر لائیے کہ خدا تیرا مددگار ہے اور تجھے خدا کو سونپا۔ وجہ یہ کہ حافظ و ناصر خدا کے ناموں میں سے دو نام ہیں علیٰ ہذا القیاس جب ٹھنڈا پانی پئیں یا لطیف غذا کھائیں یا عمدہ ہوا چلے یا گل و ریحان کی خوشبو سے دماغ معطر ہو، تو ان نعمتوں کے پیدا کرنے والے کا شکر بجا لانا چاہیے۔ نہ اس وقت اوروں

آں نعمت ہائے پیدا کردہ و بخشیدہ اوست فراموش کنیم و نام غیر اللہ بزبان آریم ۔

اے چہ نیکی ہا کہ با من کردۂ | با ہزاراں ناز ہا پروردۂ
آں لعین از نعمتت محروم باد | کاں بیارد نام غیرت را بیاد

فصل ہفتم در بیان بت پرستی

باید فہمید کہ اگرچہ در لغت بت پرستی، صورت پرستی را گویند اما در شرع معنی دیگر دارد یعنی تراشیدۂ دست خود را پرستیدن، موقوف بر تصویر نیست: ندیدہ کہ نصاریٰ تصویر حضرت عیسیٰ علیہ السلام را از دست خود مے تراشند و پرستش مے کنند۔ پس اگر تصویر بزرگاں بسازند و تعظیماتش بجا آرند و یا نقل تربت حضرت حسین علیہ السلام یا نشانی بسازند و بنام بزرگاں منسوب کنند، از اقسام بت پرستی باشد و نشان قدم بر سنگے منقش کردن و آں را نقش قدم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دادہ تعظیماتش بجا آوردن بر ہمیں قیاس باید کرد۔

کو یاد کرنا چاہیے۔ بڑی بے انصافی کی بات ہے حقیقی منعم کو جس نے نعمتیں پیدا کر کے بخشی ہیں بھولتے اور اس کے غیر کا نام زبان پر لاتے ہیں "اے وہ پاک ذات کہ کس قدر نیکیاں میرے ساتھ تو نے کی ہیں۔ ہزاروں ناز سے پالا ہے۔ وہ مردود تیری نعمت سے محروم رہے۔ جو غیر کا نام یاد کرتا ہے"۔

ساتویں فصل
بت پرستی کا بیان

جاننا چاہیے کہ اگرچہ بت پرستی لغت میں صورت پرستی کو کہتے ہیں۔ لیکن شرع میں اس کے اور معنی ہیں۔ یعنی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی چیز کو پوجنا۔ پس بت پرستی تصویر ہی پر موقوف نہیں ہے۔ دیکھیے نصاریٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تصویر ہاتھ سے گھڑ کر پرستش کرتے ہیں۔ پس اگر بزرگوں کی تصویریں بنا کر ان کی تعظیم بجا لائیں یا حضرت امام حسین کی تربت کی نقل یا کوئی نشان بنا کر بزرگوں کی طرف منسوب کریں۔ یہ سب بت پرستی کی قسمیں ہیں۔

و از ہمیں اقسام باشد پرستش قبرہا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر کسانے کہ چراغ بر قبور برند لعنت فرمودہ است و بنا مکانات بر قبور ساختن و بخشت پختہ بستن و از جص سفید کردن و از گچ محکم ساختنش را منع فرمودہ، و موجبش ہمیں است کہ تزئین قبور باعث شرک مے شود و اسراف مال است، آنچہ حضرت صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ را در باب قبور ارشاد فرمودہ اند باحادیث صحیحہ وارد است و ہمہ کس معلوم و مسلم، احتیاج تصریحش نیست۔ تعظیمات درختاں و مکانات سوائے مسجد بجا آوردن را نیز بر ہمیں قیاس نمائی، نشنیدۂ کہ بزایر درخت بیعت الرضوان شدہ بود عمر رضی اللہ عنہ آں را از بیخ بر کندید کہ مبادا تعظیماتش بجا آرند و بدریائے شرک مستغرق شوند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقط۔

نقلی قدموں کی پرستش | اور کسی پتھر پر قدم کا نشان منقش کرنا اور اسے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش قدم قرار دے کر اس کی تعظیم بجا لانے کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

قبر پرستی | اور انہیں قسموں میں قبروں کی پرستش بھی داخل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر مکان بنانے اور انہیں اینٹ سے پختہ کرنے اور چونے سے سفید کرنے اور گچ سے مضبوط کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبور کی زینت شرک کا باعث اور اسراف مال کی وجہ ہوتی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا۔ وہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے اور سب لوگوں کو معلوم اور مسلم۔ اس کی تصریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ نیز مسجد کے علاوہ درختوں اور مکانوں کی تعظیم بجا لانے کو اسی پر قیاس کیجیے۔ کیا آپ نے سنا نہیں کہ جب بیعت رضوان کا درخت زیارت گاہ ہو گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اسی وجہ اسے جڑ سے اکھیڑ ڈالا کہ مبادا لوگ اس کی تعظیم بجا لائیں اور شرک کے دریا میں ڈوب جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقط۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک اور شہرہ آفاق تالیف

البلاغ المبین فارسی

جو توحید خالص کے اثبات اور شرک و بدعت کی تردید میں بڑی مدلل اور پر مغز کتاب ہے۔ تقریباً ایک صدی قبل لاہور میں طبع ہوئی تھی۔ مگر اب سالہا سال سے کسی قیمت پر بھی نہیں مل رہی تھی — المکتبۃ السلفیۃ نے اس کو نئے قالب میں پیش کیا ہے بڑی محنت سے طباعت کی غلطیوں کی اصلاح، حوالوں کی مراجعت کے بعد درستگی اور ذیلی عنوانات بنا دیئے گئے ہیں۔ شروع میں شاہ صاحبؒ کے مختصر سوانح حیات اور آخر میں ایک علمی ضمیمہ ملحق کر دیا گیا ہے جس میں توحید اور ردّ شرک کے بارے میں شاہ صاحبؒ کے نظریات مختلف کتابوں سے ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں۔

سائز $\frac{18\times22}{8}$ کاغذ گلیز صفحات ۱۳۶

قیمت فارسی ۲/- روپے قیمت اردو ۱/۵۰ روپیہ

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور ۲

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ

تفسیر احسن التفاسیر جلد اول مجلد اعلی	۱۰/-
الفوزالکبیر (عربی ٹائپ) طبع دوم زیرطبع	۳/-
سنن نسائی شریف عربی	۳٦/-
مرعاۃالمفاتیح شرح مشکوۃالمصابیح عربی جلداول	۳۰/
دیوان حماسہ عربی	۱۰/-
حیات امام احمد بن حنبل رحہ (ابو زہرہ)	۱۰/-
حیات شیخ الاسلام ابن تمیمہ رحہ (ابوزہرہ)	۲۱/-
حیات شاہ ولی اللہ رحہ	٦/-
اصول تفسیر اردو ابن تیمیہ طبع دوم زیر طبع	۱/۲۵
پیارے رسول کی پیاری دعائیں مع نماز مسنونہ	-/۷۵
الایقاف مترجم مولانا محمد حیات سندھی رحہ	-/۳۷
الاتباع عربی (اتباع قران وحدیث)	-/۷۵
راہ نجات (وصیت نامہ) مع ترجمہ منظوم پنجابی (شاہ ولی اللہ)	-/۵۰
فرہنگ القراءۃالرشیدہ حصہ سوم	-/۳۷
تحفتہ الموحدین فارسی مع ترجمہ شاہ ولی اللہ رحہ	-/٦۳
البلاغ المبین فارسی (شاہ ولی اللہ رحہ)	[illegible]/-

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور